

مقدس حاکم دنیا کوئی نہیں
 جس مخلوق کیسے نکر آسکتا ہے
 اس اہم مسئلے کو ہر مکان دینا
 کیسے حل فرماتے ہیں۔ امداد فرمائیں



سید زادی کا نکاح غیر سید

شیخ الحدیث و الفکر سید محمد رفیع قادری

مفتی محمد رفیع احمد قادری مدظلہ العالی

حرفِ ملامت پر مبنی فتاویٰ کا مجموعہ

تالیف

باہتمام

کتاب نمبر 509، پتوں: رحل، چوڑی صابن دہری سولہ، لاہور۔
 Phone: 3446818 Mobile: 9999-8371889
 E-mail: karwanestore@hotmail.com

عطاری پبلشرز

مقدمہ

۱..... سادات کرام صد اکرام و احترام کے لائق ہیں کیونکہ ان میں رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خون اقدس ہے۔ اسی لئے اہلسنت (بریلوی) انہیں اپنا سر کا تاج اور جان سے عزیز ترین سمجھتے ہیں۔ اہلسنت کی اس روش سے دینی علوم اور اسلامی رسوم سے دوری کی وجہ ہے بعض سادات یہ سمجھنے لگ گئے ہیں کہ ہم شرعی احکام سے مرفوع القلم ہیں کیونکہ شریعت ہمارے گھر کی ہے بعض تو جہالت اتنا گھر کر گئی ہے کہ وہ اپنا تعارف کراتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ہم اہلسنت ہیں اور وہ فلاں اُمتی ہے گویا وہ خود کو اُمتی ہی نہیں سمجھتے اسی زعم میں مبتلا ہوئے کہ ہم ہی ہیں اونچے باقی سب نیچے۔

۲..... واقعی سادات کرام اونچے ہیں لیکن شرعی احکام سے مرفوع القلم نہیں۔ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی شریعت کا جس طرح حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پابند فرمایا ہے ویسے ہی حسین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بلکہ سادات کرام کو زیادہ پابندی کرنی چاہئے کیونکہ گھر والوں کو اپنے گھر کی زیادہ فکر ہوتی ہے اور جو سید صاحب سرے سے گھر کو ہی آگ لگا دے تو اس سے کون پوچھے۔

۳..... سادات کرام کو اللہ تعالیٰ و رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بہت سے احکام شرعیہ میں ان کے اعزاز میں ممتاز فرمایا ہے کہ زکوٰۃ و صدقہ نہ کھائیں اور اُمت عامہ کو حکم ہے کہ ان کے امور میں انہیں تقدیم دیں ان کی خوب اور ہر طرح تعظیم و تکریم میں کوئی کسر نہ چھوڑیں لیکن شرعی امور کی پابندی میں کسی قسم کی رعایت نہیں۔

۴..... شرعی شعبوں میں سے ہر شعبہ کے علیحدہ علیحدہ قواعد ہیں یوں ہی نکاح و بیاہ بھی ایک شعبہ ہے اس میں دوسرے شعبوں کی بہ نسبت زیادہ تسہیل و تیسر رکھی گئی ہے لیکن سادات کیلئے ایک دائرہ کھینچ دیا گیا ہے۔ وہ دائرہ ہے کفو، چٹا نیچہ فرمایا **القریش اکفاء** بعضہم لبعض اس کی تشریح آگے چل کر عرض کروں گا۔

۵..... سید کوئی علیحدہ قومیت نہیں یہ حضرات بھی قریشی ہاشمی مطلبی ہیں۔ سید شریف یہ ایک اعزاز ہے جو حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اولاد کو عطا فرمایا ہے انہیں علیحدہ قوم نہ سابق دور میں کسی نے سمجھنا نہ دورِ حاضرہ میں کوئی علیحدہ قوم کا دعویٰ کر سکتا ہے۔ یہ خصوصیت بھی اسی مقدس گھرانے کو نصیب ہے باقی تمام لوگوں کا انبیاء علیہم السلام سمیت نسبِ اولادِ دُریٰ نہ سے چلتا ہے لیکن اس مقدس گھرانہ کا نسب سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سبب سے حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے چلتا ہے لیکن احکامِ نکاح و بیاہ میں اس گھرانہ پاک کو قریش سے منسلک رکھا گیا۔ جیسا کہ واقعات و شواہد مصرح ہیں۔

۶..... حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے زمانہ اقدس میں ہی نکاح و بیاہ کے تعلقات عام رکھے تاکہ آئندہ امت ذات پات کے چکر میں نہ پھنس جائے۔ ہاں بعض مواقع پر فتنہ و فساد کو روکنے کیلئے فقہاء کرام نے کفو وغیرہ کے متعلق قواعد مرتب فرمائے جن اصول و قواعد سے امتِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا معاشرہ احسن طریق سے چلا اور چل رہا ہے۔ جہاں گھریلو معاملات میں خانہ جنگی چھڑ جاتی ہے وہ ان اصولوں سے انحراف کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اب ذیل میں فقیر کفو کے متعلق تفصیل عرض کرتا ہے۔

نوٹ..... یاد رہے کہ خاندان اور کفو میں فرق ہے خاندان تبدیل نہیں ہوتا، کفو تبدیل ہوتی رہتی ہے۔ کفو کو خاندان میں حصر نہیں کیا جاسکتا ایک خاندان کے دوسرے خاندان میں نکاح ہوتے رہے، اور ہو رہے ہیں تفصیل آتی ہے۔

کفو کی تفصیل

کفو بمعنی برابری، اس کا لحاظ چھ چیزوں میں ہے۔

(۱) اسلام (۲) نسب (۳) پیشہ (۴) دیانت و تقویٰ (۵) حریت (۶) اور مال، پھر کفانت کی دو قسمیں ہیں:-
کفانت لازمی و ضروری اور کفانت غیر ضروری و اختیاری۔

کفانت لازمی اور ضروری دینی اور اسلامی کفانت و مماثلت ہے کہ کسی مسلمان لڑکی کا نکاح کسی کافر و مشرک سے باجماع امت حرام ہے کیونکہ قرآن مجید میں اس کی صریح نص ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا **وَلَا تَنْكَحُوا الْمُشْرِكِينَ** اور مشرکوں کے نکاح میں نہ دو **حَتَّىٰ يَؤْمِنُوا وَلِيعْبُدُوا خَيْرٌ مِّنْ مَّشْرِكٍ وَلَوْ أَعْجَبَكُمْ** جب تک وہ ایمان نہ لائیں اور بیشک مسلمان غلام مشرک سے اچھا ہے اگرچہ وہ تمہیں بھاتا ہے۔

فائدہ..... آیت سے ثابت ہوا کہ اسلامی کفانت فرض ہے اور قرآن کے مطلق حکم سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آزاد مسلمان عورت کا مومن غلام سے نکاح اور اس کا عکس جائز ہے قرآن کے اس مطلق میں کوئی تخصیص نہیں سیدہ غیر سیدہ، قرشیہ غیر قرشیہ وغیرہ کی کوئی قید نہیں اور نہ ہی اس میں کسی قسم کا کوئی اختیار ہے اگرچہ لڑکی اور اس کے ولی کافر مشرک سے نکاح کرنے پر راضی ہو جائیں تب بھی ناجائز ہے۔ کیونکہ کفانت فی الاسلام عورت اور اس کے ولیوں کا حق نہیں جو ان کی رضا مندی سے ساقط ہو جائے بلکہ حق اللہ اور فریضہ الہیہ ہے۔ اسی وجہ سے ہم سنی مسلمانوں کو کہتے ہیں کہ مرزائیوں، روافض، وہابیوں، دیوبندیوں کو رشتہ دینا اپنی اولاد کو زندگی میں جہنم میں جھونکنا ہے اور زندگی بھر اپنی بچیوں کو زنا کے گڑھے میں پھینکنا ہے۔ اللہ تعالیٰ سنی مسلمانوں کو سمجھ دے۔ (آمین) یہی ایک شرط ضروری اور لازمی ہے باقی پانچ غیر ضروری اور اختیاری ہیں اسی لئے امام مالک کے نزدیک صرف ایک شرط ہے اس کی تفصیل آئے گی۔ (ان شاء اللہ)

ان پانچوں کا دار و مدار نزاع کے انسداد پر ہے وہ یہ کہ نکاح عار و تنگ کا سبب نہ بنے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فقہیت کی داد دینی چاہئے کہ انہوں نے پانچ شرطوں کا انتخاب کر کے نکاح کے بارے میں اُمتِ مسلمہ کا ہمیشہ سے نزاع کا انسداد فرمایا مثلاً نسب میں نکاح نہ ہوگا تو لازماً جھگڑا اٹھے گا اور نسب میں نکاح ہو اس میں پیشہ حائل ہو یا تقویٰ و دیانت نہیں تو لازماً جھگڑا اٹھے گا کہ ایک پارسا خاتون کا کسی غلط کار فاسق و فاجر سے نکاح ہوا تو ان کی آپس میں زندگی اجیرن بن جائے گی ہر لمحہ زندگی زہر بن جائے گی خاتون ذونب ہے شوہر کا پیشہ گھنیا ہوگا آپس میں تنگ و عار کی وجہ سے جھگڑا ہوا ہوگا۔ شوہر کے مال کی کمی خاتون کھاتے پیتے گھرانے کی ہے اس کیلئے زندگی موت بن جائے گی جب ان پانچوں شرائط کو مد نظر رکھا جائے گا تو کسی قسم کے جھگڑے اور فساد کا تھوڑا سا رنگ نہ ہوگا۔ مثلاً.....

نسبی اور مالی کفالت لڑکی کا حق ہے اور خاندانی کفالت کے حق میں لڑکی کے ساتھ اس کے اولیاء بھی شریک ہیں۔ اگر عاقلہ بالغہ لڑکی مالدار خاندان سے ہونے کے باوجود کسی غریب فقیر سے نکاح پر راضی ہو کر اپنا حق ساقط کر دے تو اس کو اختیار ہے اور خاندانی کفالت میں لڑکی اور اس کے اولیاء سب اس حق کو کسی دوسری اہم مصلحت کی خاطر چھوڑ کر کسی ایسے شخص سے نکاح پر راضی ہو کر اپنا حق ساقط کر دے تو اس کو اختیار ہے اور خاندانی کفالت میں لڑکی اور اس کے اولیاء سب اس حق کو کسی دوسری اہم مصلحت کی خاطر چھوڑ کر کسی ایسے شخص سے نکاح پر راضی ہو جائیں جو نسب اور خاندان کے اعتبار سے ان سے کم درجہ ہے تو ان کو اس کا حق اور اختیار ہے بلکہ مصالحہ دینیہ کے پیش نظر اس حق کو چھوڑ دینا محمود و مطلوب ہے۔

چونکہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں نزاع کا کوئی احتمال نہ تھا اسی لئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے متعدد مواقع میں اس حق کو نظر انداز کرنے اور مصالحہ دینیہ کی وجہ سے نکاح کر دینے کا مشورہ دیا۔ خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس پر عمل کر کے اُمت کی رہنمائی فرمائی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی پھوپھی زاد بہن حضرت سیدہ زینب بنت جحش قریشیہ کا نکاح اپنے آزاد کردہ غلام زید بن حارثہ سے اور حضرت فاطمہ بنت قیس کا نکاح اسامہ بن زید سے کیا حالانکہ فاطمہ قریشیہ تھیں اور اسامہ غلام زادے تھے حضرت جوہر کا نکاح ذلفا سے کر دیا۔ حالانکہ جوہر فقیر اور تنگ دست حسب و نسب کے لحاظ سے ادنیٰ تھے۔ جبکہ ذلفا زید بن لبید انصاری کی بیٹی تھی۔ جن کا مدینہ کے اہل ثروت اور عزت والے لوگوں میں شمار تھا۔ حضرت ابوحنیفہ بن عتبہ نے سالم کو بیٹا بنایا اور اس سے اپنی بھتیجی ہند بنت الولید کا نکاح کر دیا۔ حالانکہ سالم انصاری کی ایک عورت کے غلام تھے۔ حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود نے اپنی بہن سے کہا، میں تمہیں قسم دیتا ہوں کہ تم صرف مسلمان سے نکاح کرنا۔ خواہ وہ گورے رنگ کا رومی ہو یا کالے رنگ کا حبشی۔

حضرت عبدالرحمن بن عوف نے اپنی بہن کا نکاح حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کر دیا۔

یوں ہی صحابہ تابعین و تبع تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے دور میں بعض اس طرح کے مواقع موجود ہیں جن کی چند مثالیں پیش کی جائیں گی۔ دوہر حاضرہ میں ہونے والی شادیاں زیادہ تر غیروں میں ہوتی ہیں۔ اس لئے کہ پڑھی لکھی اور سمجھدار لڑکی بے ہنر اور جاہل و آوارہ لڑکے سے بیاہ دی جاتی ہے اور اس کا عکس جس کی وجہ سے گھر ہمیشہ میدان جنگ بنا رہتا ہے۔ جب کہ دوسرے خاندان کے لڑکے سے شادی کرنے میں شرائط کفو زیادہ پائے جاتے ہیں۔

سادات کرام

ہمارے سر کے تاج اور امت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں برگزیدہ خاندان ہے اگر وہ صرف اس زعم میں کہ ہم ایک علیحدہ و برگزیدہ خاندان ہیں یہاں تک کہ قریش خاندان کو بھی برداشت نہیں کرتے حالانکہ شرعی اصول پر سادات کرام اس خاندان کا ایک برگزیدہ فرد ہے تو پھر نفرت کیوں جب کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود کو اسی خاندان کا ایک فرد بتایا۔ تو پھر آپ حضرات جن کی وجہ سے برگزیدہ ہیں ان کے اسوۂ حسنہ سے روگردانی کیوں۔ اسی لئے فقیر اویسی غفرلہ کا خیر خواہانہ مشورہ ہے کہ آپ حضرات کو چاہئے کہ اپنی صاحبزادیوں کے نکاح خاندان کے جاہل اور اُن پڑھ اور بے ہنر اور غلط کردار سید زادوں سے کرنے کی بجائے دوسرے اچھے خاندان کے پڑھے لکھے ہنرمند اور صاحب کردار لڑکوں سے کریں۔ اس طرح حضور علیہ السلام کی سنت بھی زندہ ہوگی اور آپ کی بیٹی بھی خوش رہے گی۔

ورنہ بصورت دیگر آپ اپنے زعم شریف پر ڈٹے رہے تو حالات حاضرہ کے لحاظ سے برسوں تک آپ کو اپنا ہم پلہ نہ ملے گا اور صاحبزادی یوں ہی ضائع جائے گی تو پھر اس کا گناہ جناب کے سر رہے گا اور کل قیامت میں اپنے نانا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور سیدہ فاطمہ اور سیدنا علی المرتضیٰ اور حسنین کریمین وغیرہم رضی اللہ عنہم کے سامنے رُسوائی ہوگی اور خدا نہ کرے وہ بھی آپ کے اس غلط رویہ سے آپ کو منہ نہ لگائیں تو پھر کیا کرو گے۔

اسی لئے بیٹی کے پیدا ہوتے ہی اس کیلئے اپنے خاندان سادات میں سے صالح پرہیزگار عالم باعمل سید کا انتخاب فرمائیں اگر خاندان قریش سے (جس پر اصول شرعی کی چھاپ ہے) اس کے گھر میں بیٹی کو بسانے میں گریز نہ فرمائیں بالآخر کسی اس عالم باعمل متقی سے بھی نفرت نہ کریں جس کی قومیت ممتاز ہے اس کے ساتھ رشتہ جوڑنا بھی آپ حضرات کیلئے موجب عار نہ ہونا چاہئے کیونکہ آپ حضرات اگر نسباً اولاد ہیں تو باعمل متقی علماء حضرات بھی حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی معنوی اولاد ہیں۔ چنانچہ حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں اپنی آل فرمایا ہے..... **کل تقی و نقی فهو آلی او کمال قال ﷺ**

نکاح کے بارہ ارشادات رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

۱..... عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرفوعاً ثلاث لا تؤخرا الصلوة اذا آنت والجنابة اذا

حضرت والايم اذا وجدت لها كفوا (رواہ الترمذی)

تین امور میں تاخیر روا نہیں: (۱) نماز جب اس کا وقت ہو جائے (۲) جنازہ جب حاضر ہو جائے (۳) بیوہ جب تم کو اس کا کقول جائے۔

فائدہ..... حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہر ارشاد گرامی کی تعمیل میں دارین کی فلاح و بہبودی ہے۔ اس ارشاد گرامی میں ہر اُمتی کو فلاح و بہبودی کا حکم ہے اس میں سید غیر سید تمام شامل ہیں۔ اسی لئے سادات حضرات ہوں یا تمام اُمتی اپنی فلاح و بہبود کے پیش نظر تعمیل میں کوتاہی نہ کریں بلکہ سادات کرام تو اور زیادہ اس پر عمل کرنے کے مستحق ہیں کیونکہ اگر گھر والے گھر کے سربراہ کا حکم نہ مانیں تو اور کون مانے گا۔

۲..... عن ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ اذا خطبت اليکم من ترضون

دينه و خلقه فزوجوه والا تفعلوا تكن فتنة في الارض و فساد عريض قال يا رسول الله ﷺ

و ان كان فيه قال وان كان فيه قال فنكحوا ثلاث مرات (رواہ الترمذی، ج ۱ ص ۲۰۷)

اگر کوئی دیندار نیک عادات آدمی تم سے رشتہ مانگے تو دید و اگر تم ایسا نہ کرو گے تو پھر زمین میں فتنہ و فساد پھیلے گا۔ عرض کی گئی اگر وہ مالی لحاظ سے کم اور قومی اعتبار سے پست ہو فرمایا، نکاح کر دو (تاکید کے طور اس کلمہ کو تین بار دہرایا)

فائدہ..... اس حدیث کے حاشیہ میں لکھا کہ **وانکان فیہ شئی من قلة المال او عدم الکفاة** یعنی حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم دینداری اور اخلاق کی اچھائی کو چھوڑ کر حسب و جمال اور عہدہ و ملازمت مالداری اور شکل و صورت ہی کو دیکھتے رہو گے تو پھر اکثر عورتیں اور مرد بغیر نکاح کے ہی مر جائیں گے تو پھر زنا ہوگا اور پھر اس سے عورت کے رشتہ داروں کو عار و تنگ اور غیرت لاحق ہوگی اور پھر نوبت قتل و غارت اور خونریزی اور فتنہ و فساد تک جا پہنچے گی۔ (اللہ تعالیٰ امان دے)

تبصرہ اویسی غفرلہ

دورِ حاضرہ میں اس ارشاد گرامی کے خلاف کرنے پر کیا کچھ نہیں ہو رہا، زن، زر، زمین کے جھگڑوں میں زیادہ جھگڑے اسی نکاح کے بارے میں ہو رہے ہیں۔ خونریزی فتنہ و فساد عروج پر ہے۔ سادات کا گھرانہ عزت و آبرو کے لحاظ سے دنیا میں سب سے اونچا گھرانہ ہے خدا نہ کرے اس میں اگر ایسی خرابی آجائے تو تمام اُمت کیلئے موجبِ ندامت ہے اور ہر ایک اعمال بارگاہ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں پیش ہوتے ہیں سادات کرام کے ایسے جھگڑوں پر اپنے گھرانے کے حالات زبوں دیکھ کر حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر کیا گزرتی ہوگی۔ یا پھر بچیوں کو محض غلط خیالی پر گھر میں بٹھانے سے یا عزت و آبرو پر دھبہ آئیگا، یا سید زادی سخت اور پُرکٹھن لحاظ زندگی گزار کر راہی ملک بٹھا ہوگی تو پھر کیوں نہ حضرات سادات نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی پر عمل کر کے بچیوں کی زندگیاں خوشگوار بنائیں اور حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بھی دُعا لیں۔

۳..... حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا..... **تناكحوا وتناسلوا فانی اباہی بكم الامم يوم القيمة**

بہت زیادہ نکاح کرو اور بہت اولاد بڑھاؤ اس لئے کہ میں تمہاری وجہ سے قیامت میں دوسری اُمتوں پر فخر کروں گا۔

فائدہ..... اگر خاندانِ نبوت سے ایسی کثرت ہوگی تو حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر کیسی خوشی ہوگی۔ اسے سادات کرام سمجھیں تو سبحان اللہ۔

فائدہ..... اس حدیث شریف میں ہے کہ میدانِ قیامت میں تمام اُمتوں کی ایک سو بیس صفیں ہوں گی ان میں سے اسی صفیں حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اُمت ہوگی۔

انتباہ..... یہ ہے حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم غیب جو کہ واقعہ قیامت میں ہوگا اسے آپ آج بتا رہے ہیں ہمارے مولوی صاحب جی کو تو اپنی جماعت جمعہ وعیدین کا علم نہیں ہوتا تو پھر سوچتے ہیں کیوں نہیں اور وہ کس منہ سے کہتے ہیں وہ بھی بشر میں بھی بشر..... اربوں کھربوں روپے پانی کی طرح بہا رہے ہیں ان کیلئے لمحہ فکرم ہے۔

تحقیق الکفو

پہلے عرض کیا گیا ہے کہ سید مستقل کوئی قوم نہیں یہ ایک اعزازی لقب ہے۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور آپ کی اولاد امجاد کو حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عطا فرمایا ہے اور ساتھ ہی بے شمار مناقب و کمالات ان سے وابستہ فرمائے اور یہ لقب ایسا مخصوص ہے کہ عرفا اس میں خود سیدنا علی المرتضیٰ اور ان کی دوسری اولاد بھی شامل نہیں۔ اس کے باوجود نکاح کے معاملہ میں خود حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس قبیلہ کو قریش سے نہ صرف منسلک فرمایا بلکہ عملی طور پر اپنی اولاد امجاد سادات کے رشتے غیر سادات (قریش) میں کئے یہاں چند حوالے عبارات فقہ شمول احادیث مبارکہ حاضر ہیں۔

(۱) تنویر الابصار (متن) اور اس کی شرح درمختار میں ہے **فقريش بعضهم اكفاء بعض** اس کے تحت علامہ شامی لکھتے

اشاريه الى انه لا تفاضل فيما بينهم من الهاشمي والنوفلي واميتي والعدوي وغيرهم ولهذا زوج

علي وهو هاشمي ام كلثوم بنت فاطمه لعمر وهو عدوي (در المختار، ج ۲، ص ۳۷۹)

مطلب اس عبارت کا یہ ہے کہ قریش کی تمام شاخیں ایک دوسرے کی بلاشبہ کفو ہیں اور کسی شاخ کو کسی دوسری پر کوئی فضیلت نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے باوجود ہاشمی ہونے کے ام کلثوم دختر فاطمہ زہرا کا نکاح حضرت عمر سے جو کہ قریشی عدوی تھے کر دیا تھا۔ (عام قریشی پر ہاشمی کی نفسِ فضیلت تو مسلم ہے لیکن نکاح کے باب میں کوئی فضیلت نہیں۔)

فائدہ..... بعض لوگ شامی جیسی مشہور کتاب اور فن فتاویٰ میں مسلم تصنیف کے مقابلہ میں ایک غیر معارف کتاب بغیۃ المسترشدین

کا حوالہ پیش کرتے ہیں خود وہی حوالہ اقراری بھی ہے اور انکاری بھی اصل عبارت ملاحظہ ہو..... **ولا دليل في تزويج علي**

ام كلثوم بنت فاطمة من عمر رضي الله تعالى عنه عن الجميع فلعلها كانا يريان صحة ذلك

تبصرہ اویسی غفر

مفتیانِ اسلام جانتے ہیں کہ ایسی گم نام کتابوں کی فتوے کے باب میں کوئی حیثیت ہی نہیں ہے کہ فتوے دینے کیلئے مشہور و متداول کتب مذہب موجود ہیں اور فتویٰ صادر کرنے کے کچھ قواعد و اصول مقرر ہیں ان میں ایک یہ بھی ہے مستند فتاویٰ کی کتب کے مقابلہ میں ایسی غیر معروف کتب کی کوئی حیثیت نہیں بلکہ متون موقوف بھی ناقابل قبول نہیں جب تک کتب فتاویٰ سے ان کی تائید نہ ہو۔ علاوہ ازیں غور کریں خود مذکورہ بالا حوالہ اقراری بھی ہے انکاری بھی حوالہ گوگو کی زد میں ہے اس کا ترجمہ یہ ہے کہ ام کلثوم کا نکاح کرنا حضرت علی کا حضرت عمر سے اس کی کوئی دلیل نہیں (یہ ہے انکار) پھر کہا کہ غالباً وہ دونوں اسے سمجھتے ہوں گے یہ ہے اقرار۔ سب جانتے ہیں کہ دو غلط آدمی کسی کو پسند نہیں ہوتا جب حضرت انسان جیسا مکرم آدمی ناپسند ہے تو دو غلط حوالہ کیسے پسند ہو سکتا ہے۔

غیور سادات

یہ خوب ہے کہ ساداتِ کرام غیرتِ ایمانی سے اپنی اولاد کا غیر سادات میں نکاح کرنا ناپسند فرماتے ہیں لیکن یہ تو سوچیں کہ حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بڑھ کر اور کون غیور ہو سکتا ہے بلکہ حضور علیہ السلام نے اپنے غیور ہونے پر فخر فرمایا ہے لیکن اس کے باوجود اپنی صاحبزادیاں سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بیاہ دیں اور فرمایا کہ اگر میری سو صاحبزادیاں ہوتیں تو میں یکے بعد دیگرے (حضرت) عثمان کو بیاہتا۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی لخت جگر سیدۃ النساء رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیاہ دی حالانکہ دونوں حضرات اصطلاحی و عرفی سید نہیں۔
الطیفہ..... ان کے بارے میں بعض حضرات نے جواب دیا کہ یہ نکاح وحی کے حکم سے ہوئے واقعی بات تو حق ہے لیکن اس سے اُلٹا ہماری تائید ہوئی کہ اللہ تعالیٰ بھی یہی چاہتا ہے کہ سید گھرانہ اور قریش گھرانہ ایک ہے اسی لئے اس مسئلہ کی ترویج کیلئے حکم ایزدی ہوا لیکن فقیر کہتا ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک اور رشتہ قریش میں کیا یعنی حضرت سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح۔ یہ بی بی زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سرورِ دو عالم کی سب سے بڑی صاحبزادی ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عمر پاک تیس سال کی تھی جب سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن سے پیدا ہوئیں۔ ان کا نکاح حضرت خدیجہ الکبریٰ کی حقیقی بہن حضرت ہالہ کے صاحبزادہ ابوالعاص سے ہوا جن کا سلسلہ نسب عہد مناف سے یوں ملتا ہے ابوالعاص بن ربیعہ بن عبدالمطلب بن عبدمناف۔

ابوالعاص اور حضرت سیدہ کا نکاح اعلانِ نبوت سے قبل ہوا۔ اعلانِ نبوت کے وقت حضرت سیدہ زینب اپنی والدہ کیساتھ فوراً ایمان لے آئیں۔ حضرت ابوالعاص جنگ بدر کے بعد مکہ معظمہ میں کفار مکہ کے سامنے اعلانِ خلعِ اسلام سے مجلس و مزین ہوئے۔ سیدہ زینب کا سن ۸ھ میں انتقال ہوا اور حضرت ابوالعاص ذی الحجہ ۱۲ھ کو فوت ہوئے۔ سیدہ زینب کے بطن پاک سے حضرت علی بن ابوالعاص اور حضرت امامہ پیدا ہوئیں۔ یہی سبط النبی حضرت علی بن ابوالعاص فتح مکہ کے دن حضور کے ناقد پر حضور کے ردیف تھے (حضور کے پیچھے سوار تھے) اس نکاح کیلئے وحی کی تصریح نہیں اسی لئے بات وہی ہوئی کہ سادات کا نکاح قریش وغیرہ میں ہو سکتا ہے۔

حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بھتیجی کے نکاح کی وصیت فرمائی

جیسے اوپر مذکور ہوا کہ سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح حضرت ابوالعاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوا تو ان سے ایک صاحبزادی بی بی امامہ پیدا ہوئیں۔

حضرت امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وہ پیاری نواسی ہیں جن کو گود میں لیکر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز پڑھی تھی۔ ان کے متعلق حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا **احب اہلی الی (صحیح مسلم، نسائی، ابوداؤد)** اہل بیت میں میری سب سے زیادہ پیاری۔ اس پیاری نواسی کے متعلق ان کی خالہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وقت وصال اپنے شوہر نامدار علی المرتضیٰ کو وصیت فرمائی کہ میرے بعد آپ امامہ سے نکاح کر لیں۔ لہذا اس وصیت پر عمل کیا گیا جب حضرت علی مجروح ہوئے تو آپ نے امامہ کو وصیت کی کہ میرے بعد مغیرہ بن نوفل بن حارث بن عبدالمطلب بن ہاشم سے نکاح کر لینا۔ لہذا اس پر عمل ہوا اور ان سے ایک بیٹا یحییٰ پیدا ہوا۔ حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے خود حضور کی نواسی آل رسول کا نکاح ہاشمی سے کرنے کا حکم صادر فرمایا (جو قیامت تک کیلئے ایک دلیل ہے۔)

تبصرہ اویسی غفرلہ

غیور سادات غور فرمائیں کیا وہ سیدہ فاطمہ اور سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے زیادہ غیرت رکھنے کا دعویٰ کر سکتے ہیں۔ جب وہ دونوں بی بی امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نکاح کے بارے میں غیر سادات کی وصیت اور پھر اس پر عمل درآمد فرما رہے ہیں تو پھر ایک غلط تصور ذہن میں رکھ کر شہزادیوں کے حقوق تلف کر رہے ہیں پھر دوسری طرف اپنے نانا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ناراضگی سوا۔ پھر یہاں چار روزہ زندگی میں محض ایک غلط خیالی کی وجہ سے عذاب الہی اور رسوائی از جناب نبوی کی زد میں کیوں۔

لطیفہ..... حضرت علی کا سیدہ ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نکاح ایک صاحب نے سرے سے انکار کر دیا لیکن پھر اقرار کر لیا ایک اور صاحب نے اپنے رسالہ میں لکھ مارا کہ یہ نکاح حضرت علی نے الہام الہی سے کیا تھا۔ ہم کہتے ہیں الہام ہوا تو بھی ہمارے حق میں۔ الہام جائز چیزوں میں ہوتا ہے ناجائز امور میں الہام نہیں ہوتے۔ وہاں تو الہام ہوا یہاں کیا ہوا کہ بی بی امامہ کیلئے نوفل بن حارث کی وصیت فرمادی۔

امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصریح

حضرت امام محمد شیبانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جامع صغیر میں فرماتے ہیں:

محمد، عن یعقوب، عن ابی حنیفۃ (رضی اللہ عنہم) قریش بعضہم اکفاء بعض (جامع صغیر)

مولوی عبدالحی لکھنوی اس کی شرح النافع الکبیر میں اس مقام پر لکھتے ہیں:

قال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قریش بعضہم اکفاء بعضہم بطن بطن و بهذا تبین ان الفضیلة بین الهاشمیین ساقطة فی هذا الحكم، الا ترى ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زوّج ابنته رقیة رضی اللہ عنہا من عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ وکان امویاً لا ہاشمیاً و كذلك علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ زوّج ابنته أم کلثوم من عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وکان عدویاً لا ہاشمیة فثبت ان قریشاً کلہم اکفاء وسواء فی النکاح (النافع الکبیر، ص ۱۳۰)

نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قریش ایک دوسرے کے بطن ہیں اس سے ظاہر ہوا کہ ہاشمیوں کی فضیلت دوسرے قریش کے حق میں ساقط ہو گئی نکاح کے حکم میں۔ کیا نہیں دیکھتے ہو کہ حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی رقیہ رضی اللہ عنہا حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بیاہ دی حالانکہ وہ اموی خاندان (قریش) سے تھے یوں ہی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سیدہ ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بیاہ دی حالانکہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عدوی قرشی ہیں ہاشمی نہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ قریش سب کے سب ایک دوسرے کے کفو ہیں اور نکاح میں برابر ہیں۔ کسی قسم کی تفریق نہیں کہ وہ سید ہے اور یہ غیر سید وغیرہ۔

تصریحات فقہائے احناف

امام علاؤ الدین، ملک العلماء اکاشانی التتویٰ ص ۵۸ ۵۹ بدائع الصنائع میں لکھتے ہیں:

ولا تكون العرب كفاء لقريش لفضيلة قريش على سائر العرب ولذلك اختصت الامامة بهم قال النبي صلى الله عليه وسلم الاثمة من قريش بخلاف القرشي انه يصلح كفاء للهاشمي وان كان للهاشمي من الفضيلة ما ليس للقرشي لكن الشرع امسقط اعتبار تلك الفضيلة في باب النكاح عرفنا ذلك بفعل رسول الله صلى الله عليه وسلم واجماع الصحابة رضي الله عنهم فانه روى ان رسول الله صلى الله عليه وسلم زوج ابنته من عثمان رضي الله عنه وكان اموياً لا هاشمياً وزوج علي رضي الله عنه ابنته (أم كلثوم) من عمر رضي الله عنه ولم يكن هاشمياً بل عدوياً فدل ان الكفاة في قريش لا تختص ببطن دون بطن (ج ۲، ص ۳۱۹)

عربی قریش کا کفو نہیں کیونکہ قریش کو تمام عرب پر فضیلت حاصل ہے، اسی لئے امامت ان ہی کے ساتھ مختص ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ امام قریش میں سے ہوں گے اور قریشی ہاشمی کا کفو ہے کہ اگرچہ ہاشمیوں کو مزید فضیلت حاصل ہے لیکن نکاح کے باب میں شرع شریف نے اسکو کوئی اہمیت نہیں دی اور یہ بات ہمیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فعل و عمل اور صحابہ کے اجماع سے معلوم ہوئی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی (بلکہ دو بیٹیوں کا یکے بعد دیگرے) کا نکاح حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کر دیا تھا جبکہ وہ اموی تھے اور پھر (اسی سنت پر عمل کرتے ہوئے) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی بیٹی أم کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کر دیا تھا جبکہ وہ بھی ہاشمی نہ تھے بلکہ صرف قریشی عدوی تھے۔ تو اس سے یہ مفہوم ہوا کہ قریش کی ہر شاخ دوسری شاخ کی کفو ہے نکاح میں اور بلا جھجک ہاشمی سید زادی کا نکاح قریشی مرد سے ہو سکتا ہے۔ معلوم ہوا کہ اہلسنت اور بالخصوص احناف ہاشمیوں کی فضیلت کے منکر نہیں مگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرت علی کے فعل اور صحابہ کے اجماع بلا اعتراض و تکیر کی بناء پر نکاح کے باب میں ہر قریشی کو ہاشمیوں کا کفو قرار دیتے ہیں۔

یوں ہی فتاویٰ عالمگیری میں ہے..... فقريش بعضهم اكفاء لبعض كيف كانوا حتى ان القرشي الذي ليس بهاشمي يكون كفواً للهاشمي (فتاویٰ عالمگیری، ج ۱ ص ۳۳۹) یعنی ہر قریشی ہاشمیہ کا کفو ہے اور کسی کو کسی پر بلحاظ نسب نکاح کے باب میں کوئی فضیلت و ترجیح نہیں ہے۔

یوں ہی فتاویٰ قاضی خان میں بھی بالکل بعینہ یہی الفاظ مرقوم ہیں۔ (فتاویٰ قاضی خان)

قاعدہ..... فقہ حنفی کا قاعدہ ہے کہ قاضی خان کسی مخدوم صاحب کا خلیفہ یا کسی سید اور پیر کا مرید نہ تھا کہ دباؤ میں آ کر یا عقیدت کی رو میں بہہ کر کچھ کا کچھ لکھ دیا ہو۔

انہی امام قاضی خان کی نسبت فقہاء فرماتے ہیں کہ **ان ما یصحہ، قاضی خان عن الاقوال یكون مقدماً علیٰ**

ما یصحہ، غیرہ، لانہ، کان فقیہہ النفس (غزیمون البصار شرح اشباہ والنظائر، رد المحتار)

ایک امام قاضی خان ہیں جن کی نسبت فقہاء فرماتے ہیں کہ ان کی تصحیح اوروں کی تصحیح پر مقدم ہے۔ کیونکہ وہ فقیہ النفس تھے۔

ازالہ وہم..... یہ تو جب ہے کہ تصحیح مختلف ہو مگر یہاں اس مسئلہ میں تو مذہب مہذب حنفی کی متون، شروح اور فتاویٰ میں بحمد اللہ، بلا اختلاف ایک ہی بات کر رہے ہیں کہ نکاح کے باب میں قریشی مرد، ہاشمیہ و سید زادی کا کفو ہے۔

قاعدہ..... فقہا کرام رحمہم اللہ تعالیٰ حکم دیتے ہیں کہ مفتی کو چاہئے کہ مطلقاً قول امام ہمام امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ پر فتویٰ دے۔

چنانچہ (۱) منیہ (۲) سراجیہ (۳) محیط امام سرخسی (۴) و فتاویٰ عالمگیری (۵) و بحر الرائق (۶) و نہر الفائق (۷) و فتاویٰ خیریہ (۸) و تنویر الابصار (۹) و شرح علائی (۱۰) و حاشیہ طحاوی، وغیرہ بکتاب معتمدہ میں اس کی تصریح ہے۔

در مختار میں ہے **یا خذا القاضی کالمفتی بقول ابی حنیفۃ علی الاطلاق ثم بقول ابی یوسف ثم بقول**

محمد، ثم بقول زفر، والحسن بن زیاد، وهو الصحیح بلکہ منیہ اور سراجیہ اور بحر الرائق میں تو یہاں تک فرمایا کہ

یحب علینا الافتاء بقول الامام وان افقی المشائخ بخلافہ اور ایسا ہی فتاویٰ خیریہ میں ہے۔ یعنی ہم پر واجب

ہے کہ ہم مطلقاً امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول پر فتویٰ دیں اگرچہ مشائخ دیگر اس کے خلاف فتویٰ دیں۔ صرف اسی قاعدہ

پر امام احمد محدث بریلوی نے ایک ضخیم رسالہ لکھا ہے۔ قاضی مفتی کی طرح مطلقاً امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول پر

عمل کرے مطلقاً اس کے بعد قاضی ابو یوسف اس کے بعد امام محمد اس کے بعد امام زفر و حسن بن زیاد کے اقوال پہ۔

دورِ حاضرہ میں کچھ اہل علم اپنے موقف کو مضبوط کرنے کیلئے احناف ہو کر غیر احناف سے تائیدات پیش کرنے لگ جاتے ہیں یہ عادت سخت غلط ہے کہ بعض باتوں میں مذہب حنفی پر عمل کرنا اور بعض میں دوسرے مذہب کو اپنانا اصطلاح فقہ میں تلفیق کہلاتا ہے جو کہ مطابق تصریحات ائمہ مذہب حرام ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ خواہش نفسانی کی پیروی ہے اور اسی کو غیر مقلدیت کہتے ہیں کہ کوئی بات کہیں سے لے لی اور کوئی کہیں سے، کہیں کی اینٹ اور کہیں کا روڑا بھان متی نے کتبہ جوڑا اور غیر مقلد لوگ بھی بالکل ایسا ہی کیا کرتے ہیں تو ان کو غیر مقلد کہا جاتا ہے اب یہ دھندائی مجتہدین کے ہاتھ میں ہے کہ اپنے مقاصد کے پیش نظر صریح نصوص قرآن و حدیث کی تاویل کرنے میں باک نہیں۔ جمہور کے اقوال کو چھوڑ کر کسی ایک صحابی، تابعی، امام مجتہد کا قول لے لیتے ہیں ان کے بعض تو ایسے بیباک خود کو مفتی، چشتی قادری رضوی وغیرہ بھی کہلاتے ہیں لیکن ضرورت کے وقت سب کچھ پس پشت ڈال کر اپنی من مانی بات منواتے ہیں بعض فقہاء کی تصریحات کی پرواہ کئے بغیر اپنا عندیہ شریعت بنا کر دکھاتے ہیں۔ کم از کم اصول اسلام کے حدود کو تو نہ توڑیں۔ فقہ اسلامی کا قاعدہ ہے کہ مسئلہ شرعیہ میں اپنا نظریہ ٹھونسنے کے بجائے اسلاف کا دامن پکڑنا ضروری ہے کیونکہ اسلامی مسئلہ کا اثبات یا نفی ہر کہو مد کا کام نہیں بلکہ اس کیلئے بہت بڑے مجتہد اسلام کا کام ہے چنانچہ درمختار کے متن تنویر الابصار نے فرمایا کہ **لا یخبر الا اذا کان مجتہداً** یعنی جو خود مجتہد ہو وہ قوتِ دلیل پر نظر کرے اور ہم پر وہی ترتیب لازم کہ علی الاطلاق مذہب امام (ابوحنیفہ) پر افتاء و قضاء کریں۔

فقاہت امام اعظم کی شان

علماء فرماتے ہیں کہ جو مسئلہ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور طے نہ ہو قیامت تک مضطرب رہے گا۔ (بحر الرکن، مفسدات الصلوٰۃ فتاویٰ ظہیریہ، فصل ثالث والاشیاء والنظائر) امام مرغینانی صاحب ہدایہ فرماتے ہیں کہ **فقریش بعضهم اکفاء لبعض والاصل فیہ قولہ علیہ السلام قریش بعضهم اکفاء لبعض بیطن بطن ولا یتبر التفاضل فیما بین قریش لماروینا** (ہدایہ، ج ۱ ص ۲۸۹)

قریش ایک دوسرے کے کفو ہیں اس میں قول علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے کہ قریش ایک دوسرے کے کفو ہیں ایک شاخ کا تعلق دوسری شاخ سے ہے اس میں یعنی قریش میں ایک دوسرے پر نکاح کے بارے میں کسی قسم کی فضیلت نہیں۔

فائدہ..... ہدایہ کی عبارت مذکورہ بالا میں **لما روینا** کے تحت عندیہ شرح ہدایہ میں لکھا ہے کہ یعنی **من قولہ علیہ السلام قریش بعضهم اکفاء لبعض قابل البعض من غیر اعتبار الفضیلۃ بین قبائلہم الا ترى ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم زوج ابنتہ عثمان رضی اللہ عنہ وکان من بنی عبد شمس** (عنایہ بر ہدایہ، ج ۲ ص ۲۸۹) قولہ علیہ السلام کہ قریش ایک دوسرے کے کفو ہیں ان میں کسی قسم کی فضیلت کا اعتبار نہیں نکاح کے معاملہ میں ایک دوسرے کی فضیلت کا کوئی تھوڑا نہیں۔ کیا نہیں دیکھتے ہو کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بیابا دی حالانکہ وہ قریش میں بنو عبد شمس کے قبیلہ سے تھے۔ خلاصہ کلام یہ کہ سادات کرام سب سے پہلے خاندان کے لوگ ڈاکو، چور، فاسق، فاجر، لڑاکے شرارتی ہیں اور شہزادی نیک، پارسا اعلیٰ نسب کی مالک ہے تو خواہ مخواہ شہزادی کو ان شرارتیوں، ڈاکوؤں اور فاسقوں فاجروں کے بچوں میں گرفتار نہ کریں۔ خاندان و قریش یا اعلیٰ نسب کا فرد جو تقویٰ و طہارت اور خدا ترسی اور اعمال صالحہ کا پیکر ہے اس سے رشتہ جوڑیں تاکہ شہزادی کی دنیوی زندگی سکون سے گزرے اور آخرت میں بھی وہاں مقام پائے جہاں سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا عالی مقام ہے..... والا اختیار بدست مختار

نسب و حسب کا موازنہ

دور جاہلیت سے تاحال نسب و حسب کا مقابلہ رہا ہے اور ہمارے دور میں تو نسبی تفاخر و زوروں پر ہے اس پر کچھ لکھنے اور کہنے کی ضرورت نہیں قرآن و سنت اور اسوۂ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ائمہ مجتہدین اور اولیاء کاملین و علمائے ربانین کے یہی تقاضہ ہے مثلاً عرب اپنے سوا تمام دنیا کے لوگوں کو عجم کہتے ہیں بمعنی گونگے لیکن اپنے ایک قوم کو جو خنسیس دیکھا ان سے بھی رشتے ناطے منقطع کر دیئے وہ ہے باہلہ خاندان جن کے متعلق شاعر کہتا ہے ۔

وما ینفع الاصل من ہاشم اذا کانت النفس باہلہ

اصلی (نسب) کوئی فائدہ نہ دے گا اگر ہاشمی خاندان سے ہو جب نفس و عادات خصال قوم باہلہ جیسی ہو۔

اس کا پس منظر یوں ہے کہ بنو باہلہ عرب میں ایک مشہور قبیلہ کا نام ہے صاحب روح البیان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں: **وہی قبیلہ معروفۃ بالاناثۃ لانہم کانوا یاکلون نقی عظام المیتۃ** یہ ایک قبیلہ ہے جو مردار کی ہڈیوں کا گوڈا کھایا کرتے اہل عرب اسے پچشم حقارت دیکھتے۔

شعر کا مفہوم یہ ہے کہ اگر کوئی شخص بہ اعتبار فطرت باہلہ قوم کی گھٹیا عادات و خصائل اور گندی طبیعت والا ہو تو وہ کسی عالی خانوادے میں ایسے شخص پیدا ہو جانے سے اس کا طبعی گھٹیا پن زائل نہیں ہو سکتا نہ ہی ایسے شخص کیلئے کسی عالی خاندان کا فرد ہونا کوئی قابلِ فخر بات ہو سکتی ہے اصل چیز بلندی اخلاق اور فطری عالی پن ہے نہ کہ فطرت اور عادات گھٹیا پن کے ساتھ محض کسی عالی خانوادے سے منسوب ہونا۔

فائدہ..... اس سے ثابت ہوا کہ نسبی فخر کسی کام کا نہیں جب تک اس میں اعلیٰ اخلاق و بہتر خصائل نہ ہوں۔

نتیجہ..... اسلام میں ذات پات پر خصوصی توجہ نہیں شخصیات کے کردار کو معتبر بتایا گیا ہے ذات (قومیت) کو صرف تعارف تک محدود رکھا گیا ہے اگر کسی قوم کو کوئی شرف ہے تو بھی کسی کے صدقے چنانچہ باری تعالیٰ کا ارشاد گرامی ملاحظہ ہو: **یا ایہا الناس**

انا خلقکم من ذکر و انثیٰ و جعلکم شعوبا و قبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقکم ط

اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہیں شاخیں اور قبیلے کیا کہ آپس میں پہنچا رکھو بے شک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے۔

اس آیت کے شان نزول میں شخصی اہمیت کے اظہار کیلئے حضرت صدرالافاضل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خزائن العرفان میں لکھتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بازار میں ایک حبشی غلام ملاحظہ فرمایا جو یہ کہہ رہا تھا کہ جو مجھے خریدے اس سے میری یہ شرط ہے کہ مجھے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اقتداء میں پانچوں نمازیں ادا کرنے سے منع نہ کرے۔ اس غلام کو ایک شخص نے خرید لیا پھر وہ غلام بیمار ہو گیا تو سید عالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کی عیادت کیلئے تشریف لائے پھر اس کی وفات ہو گئی اور رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے دفن میں تشریف لائے۔ اس پر لوگوں نے کچھ کہا۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی، آیت کا مطلب ہے نسب کے اس انتہائی درجہ پر جا کر تم سب کے سب مل جاتے ہو تو نسب میں تقاخر اور تفاضل کی کوئی وجہ نہیں سب برابر ہو ایک جد اعلیٰ کی اولاد ہو ہر ایک دوسرے کا نسب جانے اور کوئی اپنے باپ دادا کے سوا دوسرے کی طرف اپنی نسبت نہ کرے نہ یہ کہ نسب پر فخر کرے اور دوسروں کی تحقیر کرے اس کے بعد اس چیز کا بیان فرمایا جاتا ہے جو انسان کیلئے شرافت و فضیلت کا سبب اور جس سے اس کو بارگاہ الہی میں عزت حاصل ہوتی ہے۔

فائدہ..... اس سے معلوم ہوا کہ مدار عزت و فضیلت کا پرہیز گاری ہے نہ کہ نسب۔

خلاصہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو آدم اور حوا سے پیدا کیا۔ تمہارا جد اعلیٰ ایک ہی ہے تم ایک ماں باپ کے بیٹے ہو۔ تمہارا ایک ہی نسل ہے تعلق ہے لیکن تمہاری آسانی کیلئے تمہاری شاخیں اور قبیلے بنادیئے ہیں تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ لیکن یاد رکھو اللہ کے نزدیک تمہارے قبیلوں کا تقاخر کوئی معنی نہیں رکھتا۔ تمہاری خاندانی عزتیں اور عظمتیں بے معنی ہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ کے یہاں زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے۔

ثابت ہوا کہ اسلام میں تقویٰ، نیک ہونا، اچھے اخلاق یعنی اسوۂ حسنہ کا حامل ہونا معتبر ہے نہ کہ نسب، ہاں کسی نسب کو کوئی شرف ہے وہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وجہ سے مثلاً تمام بنو آدم میں عرب افضل ہے کہ اسے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نسبت ہے چنانچہ فرمایا، **احبوا العرب لانی عربی او کما قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم** عرب سے محبت کرو اس لئے کہ میں عربی ہوں..... پھر عرب میں جس قبیلہ کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ قرب ہوگا وہ دوسروں سے افضل و اشرف ہوگا جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل کی اولاد سے کنانہ کو منتخب کیا اور کنانہ میں سے قریش کو اور قریش میں سے بنی ہاشم کو اور ہاشم سے مجھ کو (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ترمذی شریف میں یہ بھی ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کی اولاد سے اسماعیل علیہ السلام کو منتخب کیا۔ معلوم ہوا بنی ہاشم سب سے افضل خاندان ہے جس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیدا ہوئے۔

سادات کی شان

اسی اعتبار سے بنو ہاشم سے بنو فاطمہ (سنتی) افضل و اعلیٰ ہیں کہ بنو فاطمہ کو اپنی اولاد فرمایا ہے۔ اس فضیلت نسبی کی وجہ معلوم ہوگئی تو قاعدہ نہ بھولنا کہ نکاح کے معاملہ میں تمام قریش کو ایک لڑی میں پرویا ہے کہ **القریش اکفاء بعضهم لبعض** اس سے خود کو متعین نہیں فرمایا بلکہ عملی طور اپنی شہزادیوں کا نکاح قریشیوں میں کیا جیسے سیدنا عثمان اور ابوالعاص اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم۔ پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی پیروی میں سید اہم کلثوم کا حضرت عمر سے اور بی بی امامہ کا۔ اس قاعدہ کو تمام فقہاء احناف نے نقل فرمایا ہے کہ تفاضل نسبی میں نکاح کا معاملہ متعین ہے چنانچہ امام سرخسی نے تفاضل مذکور بیان کرنے کے بعد فرمایا کہ.....
و مع التفاضل هم اکفاء یعنی نسب میں کم و بیش کے باوجود وہ ایک دوسرے کے کفو ہیں۔

لطیفہ..... اس قاعدہ کو توڑنے کیلئے بعض فضلاء عجیب و غریب باتیں بتاتے ہیں جن کی باتوں سے ہنسی بھی آتی ہے اور حیرانی بھی مثلاً حضور علیہ السلام کا ایسا کرنا آپ کی خصوصیت اور آپ نے وحی کے ذریعے ایسے فرمایا اور بوجہ ضرورت یوں ہی کر دیا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی الہام سے ایسا کیا وغیرہ وغیرہ۔ ان کے اور ان کے علاوہ ان فضلاء کے اوہام کے جوابات سوال و جواب کے باب میں آئیں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

علم کا تفوق

پرہیزگاری کیسا تھ علم کا جو ہر بھی ہو تو پھر اس کا مقابلہ نسب وغیرہ سے نہ ہو سکے گا کیونکہ کتاب و سنت میں زیادہ زور نسب و قوم پر نہیں بلکہ علم و تقویٰ، دیانت و عمل صالح پر دیا گیا ہے اور اس کی رفعت و برتری بیان کی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **يرفع الله الذين امنوا امنكم والذين اوتوا العلم درجت** اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ بلند ہیں جو تم میں سے ایماندار ہیں اور دینی علم رکھنے والوں کے تو بہت اونچے درجے ہیں۔

اور فرمایا: **قل هل يستوى الذين يعلمون والذين لا يعلمون** ترجمہ: تم فرماؤ کیا برابر ہیں جاننے والے اور انجان۔ مفتی احمد یار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہاں ایک لطیف دلیل لکھی فرمایا کہ معلوم ہوا کہ عابد سے عالم افضل ہے، ملائکہ سے عابد تھے اور آدم علیہ السلام عالم، عابدوں کو عالم کے سامنے جھکایا۔ یہاں مطلقاً ارشاد ہوا کہ عالم غیر عالم سے افضل ہے اور غیر عالم خواہ عابد ہو یا غیر عابد بہر حال اس سے افضل ہے۔

فضیلت علمی کا تفوق نکاح و بیاہ میں

نسب کے بارے میں فضائل جیسے فضائل بنو ہاشم اور فضائل سادات نکاح و بیاہ پر اثر انداز نہیں لیکن علمی جوہر اثر انداز ہے چنانچہ فقہاء کی تصریحات ملاحظہ ہوں۔

درمختار میں ہے..... **وان بالعالم فكفو لان شرف العلم فوق شرف النسب والمال كما جزم به البزازي وارتضاء الكمال وغيره**

اور شامی میں فرمایا کہ..... **و ذكر الخير الرملي عن مجمع الفتاوى العالم يكون كفوا للعلوية لان شرف الحسب اقوى من شرف النسب (رد المحتار، ج ۲ ص ۳۵۰)**

اور فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے کہ عالم اور فقیہ کفو ہے علویہ عورت اور سید زادی کا کیونکہ دین کی شرافت بہ نسبت نسب کے زیادہ ہے، اسی پر فتاویٰ بزاز یہ میں جزم کیا اور اسی کو امام کمال الدین ابن ہمام نے پسند کیا ہے اور یہ ان کا قول قرآن سے مؤید ہے اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے: **قل هل يستوى الذين يعلمون والذين لا يعلمون** یعنی اے نبی! کہہ دو کہ کیا علم والے اور بے علم برابر ہو سکتے ہیں، نہیں ہو سکے۔ (کہ استفہام انکار ہی ہے)

امام ابن الہمام کا علمی پایہ

اوپر مذکور ہوا کہ امام کمال الدین ابن ہمام نے اس بات کو ترجیح دی ہے کہ دینی عالم سید زادی کا کفو ہے اور اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک امام محقق علی الاطلاق کمال الدین ابن الہمام ہیں۔ جن کی نسبت علماء کی تصریح ہے کہ پایہ اجتہاد رکھتے ہیں۔ یہاں تک کہ ان کے بعض معاصر انہیں لائق اجتہاد کہتے ہیں حالانکہ معاشرت دلیل منافر ت ہے۔

رد المحتار میں ہے..... **قد مناغیر مرّة ان الکمال من اهل الترجیح كما افاده فی قضاء البحر، بل صرح بعض معاصریہ بانہ من اهل الاجتهاد**

امام ابن الہمام اہل ترجیح سے ہیں بلکہ بعض ان کے ہم عصر علماء نے تصریح کی کہ وہ اہل اجتہاد سے ہیں۔

فائدہ..... امام ابن الہمام کو معاصرین کا اجتہاد مان لینا یہ ان کے علمی رعب ہے ورنہ معاشرت موجب نفرت مشہور مقولہ ہے اور ہم اپنے معاصرین کو دیکھ رہے ہیں کہ کسی کے علمی و تحقیقی جواہر کے اعتراف کے بجائے ایک دوسرے کے جواہر کو گندگی کا لبادہ اڑھا کر عام کو اس سے بدظن کرنے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا جاتا ہے۔

فیصلہ حتمی

دینی عالم اور ہر قریشی کے ساتھ سید زادی کے نکاح کے جواز کے بارے میں اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فیصلہ کن فتویٰ ملاحظہ فرماتے ہیں:-

سیدانی کا نکاح قریش کے ہر قبیلہ سے ہو سکتا ہے خواہ علوی ہو، یا عباسی، یا جعفری، یا صدیقی، یا فاروقی، یا عثمانی، یا اموی۔ رہے غیر قریشی جیسے انصاری یا مغل یا پٹھان، ان میں جو عالم دین، معظم مسلمین ہو اُس سے بھی مطلقاً نکاح ہو سکتا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ) اور درمختار میں ہے کہ **و نعتبر فی العرب والعجم دیانۃ ای تقوی فلیس فاسق کفو الصالحۃ او فاسقۃ بنت صالح معلنأ کان اولا علی الظاہر** (درمختار رد المحتار، ج ۵ ص ۲۹۲) ہم عرب و عجم میں دیانت یعنی تقویٰ کو معتبر سمجھتے ہیں اسی لئے فاسق صالح خاتون کا کفو نہیں ہو سکتا ہے اور نہ ہی فاسقہ نیک آدمی کی کفو ہو سکتی ہے۔

اور ہدایہ میں ہے کہ **و نعتبر ایضاً فی الدین ای الذیانة و هذا قول ابی حنیفة و ابی یوسف هو الصحيح** لانہ **من اعلیٰ المفاخر والمرأة بغير بفسق الزوج فوق ما تعیر بصنعة لنسبہ** (ہدایہ، ج ۱، ص ۲۸۵) **نوٹ.....** صرف نمونے کی چند عبارات عرض کی گئی ہیں۔

تعجب بالانے تعجب

مانعین حضرات نے دانستہ یا غیر شعوری میں اپنی اجتہادی شان سے حنفی ہو کر احناف کے فتاوے اور تصریحات کو نظر انداز کر کے مسئلہ کو کچھ اپنے اجتہاد سے کچھ شوافع کے فتاویٰ سے اپنا موقف مضبوط فرمانے کی کوشش فرمائی ہے یہ ان کے علمی شان کے لائق نہ تھا اور نہ ہے کیونکہ اولاً یہ حضرات اجتہادی حیثیت تو دور کی بات ہے فقہت کی باریکیوں سے بھی نا آشنا ہیں (جس کا انہیں خود بھی اعتراف ہے) دوسرے حنفی مقلد ہو کر غیر احناف کا سہارا لینا تعلق ہے جسے فقہاء کرام غیر مقلدیت سے بھی زیادہ مذموم سمجھتے ہیں۔ سوالات میں فقیر ان کی عبارات لکھ کر جوابات عرض کرے گا۔ اب فقیر ایک طویل فہرست پیش کرتا ہے جس سے ثابت ہوگا کہ ہر زمانہ میں بڑی علمی قد آور شخصیات نے سادات شہزادیوں کا نکاح جائز رکھا اور علمی طور پر خود بھی اس مقدس گھرانے میں بیاہے گئے۔ یوں ہی قریش خاندان میں غیر قریشیوں کے نکاح و بیاہ ہوتے رہے۔

یاد رہے کہ یہ فہرست خیر القرون سے لے کر تاحال صحابہ کرام و تابعین و تبع تابعین اور ائمہ مجتہدین اور مشائخ اولیاء صاحبان سلسلہ قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ، نقشبندیہ اویسیہ کی ہے جن کے سامنے نعلین طفل مکتب کہلوانے سے بھی شرماتے ہیں۔

بنو ہاشم اور بنو امیہ کے تعلقات و مراسم نکاح و بیاہ

یاد رہے کہ خبیث یزید کی شرارت سے فائدہ اٹھا کر شیعہ عموماً خاندان بنو امیہ کو بدنام کرنے میں کسر نہیں چھوڑتے۔ تاریخی حالات سے بے خبری پر عوام بھی اس غلط فہمی میں مبتلا ہو جاتے ہیں شیعہ فرقہ بنو امیہ و بنو ہاشم کو ایک دوسرے کا رقیب ثابت کرتے ہوئے عوام کو اور زیادہ بدظن بناتے ہیں۔ فقیر یہاں پر مختصر خاکہ پیش کرتا ہے تاکہ عوام اس غلط فہمی میں مبتلا نہ رہیں اور ساتھ یہ بھی ثابت ہو جائے کہ سیدہ فاطمہ کا نکاح غیر سید فاطمی سے جائز ہے یاد رہے کہ بنو ہاشم حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خاندان کا نام ہے اور بنو امیہ ابوسفیان اور امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور ننگ زمانہ یزید پلید کا۔ اسی یزید خبیث کی وجہ سے اب سارے خاندان کو بدنام بنایا جا رہا ہے اور ان دونوں خاندانوں کو تاریخی لحاظ سے سمجھیں۔

بنو ہاشم

جناب عبد مناف کی وفات کے بعد خاندان کے سربراہ ان کے بڑے فرزند جناب عبدالمطلب ہوئے لیکن وہ اکثر سفر میں رہتے تھے اس لئے خاندانی خدمات کی بجا آوری انہوں نے اپنے سے چھوٹے بھائی جناب ہاشم کے سپرد کر دی تھی۔ جناب ہاشم کی وفات کے بعد سر خاندان ان کے دوسرے بھائی جناب عبدالمطلب ہوئے۔ انہی نے اپنے بھتیجے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جد بزرگوار حضرت حمیہ الحمد کی پرورش کی تھی جن کا نام قریش کی زبان پر عبدالمطلب پڑ گیا اور انہوں نے فخر یہ اسے جاری رکھا۔ حتیٰ کہ غزوہ حنین کے موقع پر خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جوش میں آکر یہ جڑ پڑھا تھا۔

انا النبی لا کذب انا ابن عبدالمطلب

میں جھوٹا نبی نہیں ہوں، میں عبدالمطلب کا فرزند ہوں۔

عبدالمطلب

جناب مُطَلَب کی وفات کے بعد حضرت عبدالمطلب ہی اپنے عم بزرگ وار کے جانشین ہوئے گویا خاندان کی سرداری اولاد کی بجائے بزرگ خاندان کو ملتی تھی۔ (ملاحظہ ہو سیرۃ ابن ہشام رحمۃ اللہ) حضرت عبدالمطلب اس درجہ صاحبِ وجاہت و شرف ہوئے کہ تمام قریش نے آپ کی سرداری تسلیم کی۔ ان کی وفات کے بعد البتہ سرداری اور ریاست کی تقسیم آلِ ہاشم اور آلِ عبدالمطلب کے درمیان ہوگئی مگر نہ اس طرح کہ خاندان میں جدائی ہو جائے۔

حضرت عبدالمطلب نے اپنی وفات پر سر خاندان جناب زبیر کو کیا جو اس وقت آپ کے سب سے بڑے فرزند تھے۔ حضرت زبیر نے حلف الفضول کے بانی ہونے کی حیثیت سے قریش میں بڑا مقام پیدا کر لیا اور زبیر الخیر کہلائے قریش کا یہ حلف اس لئے تھا..... **ان لا یظلم بمکة غریب والا قریب والا حرو لا عبد الا کانو معہ حتیٰ یاخذوا الہ حقہ و یرد والیہ مظلّمہ من انفسہم ومن غیرہم** مکہ میں کسی باہر کے یا شہر کے آزاد و غلام پر کوئی ظلم نہ ہونے دیا جائے اگر ایسا ہو تو سب اس کا ساتھ دیں تا آن کہ اس کا حق دلوادیں اور جو ظلم ہوا ہو، اس کی تلافی کروادیں معاملہ کسی اپنے کا ہو یا غیر کا۔

یہی حضرت زبیر اپنے والد ماجد کے وصی تھے **(والیہ اوصیٰ عبدالمطلب)** (طبقات ابن سعد)

انہی کے سپرد جناب عبدالمطلب نے آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پرورش کی تھی۔ یہ پرورش انہوں نے اس محبت اور خلوص سے کی کہ اپنے بیٹوں سے زیادہ چاہا۔ خاوند سے زیادہ محبت ان کی بیوی اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی چچی سیدہ عاتکہ نے کی۔ آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے انہی چچا اور چچی کو اپنا باپ اور ماں کہہ کر پکارتے تھے۔ چنانچہ انکے فرزند سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کے متعلق آپ نے فرمایا: **انہ ابن امی وکان ابوہ بی برّا** یہ میرے ماں جائے ہیں اور ان کے والد کا میرے ساتھ بڑا نیک سلوک تھا۔ (الاصابہ فی تمییز الصحابہ بذیل عنوان عبداللہ بن الزبیر بن عبدالمطلب)

جب حرب فجار ہوئی ہے، جس میں قریش و کنانہ ایک طرف تھے اور بنو قیس عیلان دوسری طرف، تو اس وقت قریش کی کمان اعلیٰ جناب حرب بن امیہ کے ہاتھ میں تھی اور بنو ہاشم اپنے سر خاندان جناب زبیر کی قیادت میں اسی کمان اعلیٰ کے تحت لڑ رہے تھے۔ یہ حرب فجار بنو ہاشم کی بڑی قوی دلیل ہے۔ یہ پہلی جنگ ہے جس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شمشیر زنی کے بغیر شرکت کی۔ امام سہلی رحمۃ اللہ نے تصریح کی ہے۔ **وانما لم یقاتل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من اعمامہ فی الفجار و قد بلغ سن القتال** حرب فجار میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے چچاؤں کے ساتھ شریک تھے مگر آپ نے تلوار نہیں چلائی اگر شمشیر زنی کی عمر کو پہنچ گئے تھے۔

گویا حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے عم بزرگ اور جناب زبیر کے ظلِ عاطفت میں اس عمر کو پہنچ چکے تھے کہ کسی دوسرے کے ذریعہ پرورش پانے کی ضرورت نہ تھی۔ ابن ابی الحدید نے آپ کی عمر اس وقت پچیس برس کی بتائی ہے۔ اس اُمت کی یہ کیسی احسان فراموش ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پرورش کا شرف جس بزرگ کو حاصل ہے اس کا نام ہی زبان پر نہیں آتا ہاں کفالت ابی طالب بہت مشہور ہے اور وہ یہاں مطلوب نہیں۔ اس کی تفصیل فقیر کی تصنیف اوضح المطالب فی کفالتہ ابی طالب میں پڑھئے مختصر ایہاں کچھ عرض کر دوں تا کہ خلش نہ رہے۔

ابو طالب بن عبدالمطلب کا تعارف

آپ کا اصل نام عبد مناف ہے اور کنیت ان کے بیٹے طالب کی وجہ سے ابوطالب ہے۔ کنیت نام پر غالب آگئی۔ صحیح حدیث میں یہی ہے کہ ان کی موت شرک و کفر پر ہوئی۔ انہوں نے موت کے وقت کہا میں عبدالمطلب کی ملت پر ہوں پس اللہ تعالیٰ نے ان کے دونوں قدموں پر عذاب مسلط کر دیا۔ (مواہب لدنیہ)

بعض لوگوں نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے ثابت کیا ہے کہ ابوطالب آخری وقت میں ایمان لائے لیکن یہ معتبر نہیں کیونکہ حضرت عباس اس وقت خود ایمان نہ لائے تھے اسلئے ان کا قول معتبر نہیں۔ صاحب مواہب لدنیہ نے یہ روایت بیان کی ہے۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابوطالب کو ان کی وفات کے وقت کہتے تھے اے چچا لا الہ الا اللہ کہو اس سے میں قیامت کے دن تمہاری شفاعت کروں گا۔ تو انہوں نے قسم کھا کر کہا کہ اے بھتیجے اگر قریش کا یہ خوف نہ ہوتا کہ وہ لوگ کہیں گے کہ موت کے ڈر سے کلمہ پڑھ لیا تو میں ضرور پڑھ لیتا اب نہ پڑھوں گا۔

دوسری روایت صاحب مواہب لدنیہ نے بیان کی ہے کہ جب ابوطالب پر نزع کا وقت ہوا تو ان کے ہونٹ ہل رہے تھے۔ حضرت عباس جو، تاہنوز ایمان نہ لائے تھے انہوں نے اپنا کان ان کے ہونٹ سے لگایا اور کچھ سن کر کہا اے بھتیجے میرے بھائی نے تیرا کلمہ پڑھ لیا لیکن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے ابوطالب سے کلمہ نہیں سنا۔ ایسا ہی ابن اسحاق کی روایت میں ہے۔ بیہقی نے اس حدیث کو منقطع کہا ہے۔ صحیح حدیث میں ابوطالب کی وفات کفر و شرک پر ثابت ہے۔ صحیح بخاری میں سعید بن المسیب کی حدیث میں روایت کیا ہے یہاں تک کہ ابوطالب نے لوگوں سے (ابو جہل عبداللہ بن ابی امیہ بن مغیرہ جو حاضر تھے) آخری بات کہی وہ یہ تھی کہ وہ عبدالمطلب کی ملت پر ہے۔ اس امر سے ابوطالب نے انکار کیا کہ لا الہ الا اللہ کہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابوطالب سے کہا میں تمہارے لئے ضرور استغفار کروں گا جب تک مجھے تمہاری بخشش چاہنے سے منع نہ کیا جائے۔ لہذا یہ آیت نازل ہوئی..... **وَمَا كَانَ النَّبِيُّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْكِرِينَ وَلَوْ كَانُوا أَوْلَىٰ قَرَبَىٰ** نبی اور اہل ایمان والوں کو یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے قریبی رشتہ دار مشرکین کے لئے استغفار کریں..... نیز ارشاد ہوا **إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ** بیشک تو ہدایت نہیں دے سکتا جسے تو پسند کرتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ جسے چاہے ہدایت دے۔

صحیحین میں ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی ابوطالب آپ کے ساتھ مراعات کرتے تھے، آپ کو مدد دیتے تھے، دشمنوں سے بچاتے تھے تو یہ امور انکے مرنے کے بعد نفع دیتے ہیں۔ فرمایا بے شک یہ امور ان کو نفع دیتے ہیں میں نے ان کو شدید عذاب میں دیکھا پس میں نے ان کو خفیف عذاب کی طرف نکال دیا۔ ایک روایت میں ہے کہ اگر میں نہ ہوتا تو ابوطالب اسفل میں ہوتا۔ بخاری و مسلم میں ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے یقین ہے کہ قیامت کے دن میری شفاعت ابوطالب کو نفع دے گی۔ (مواہب لدنیہ)

جناب زبیر کی وفات کے بعد سرخاندان ابوطالب ہوئے۔ انکی وفات کے بعد ابولہب کو سرداری ملی اور پھر سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کو۔ ان کے زمانے ہی میں پورا نظام تبدیل ہوا اور اسلام نے قدم جمائے اور حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم امام مطلق اور سردار جہاں تسلیم کر لئے گئے اور معیار بزرگی نسل نہ رہی بلکہ تقویٰ ہو گیا لیکن جب تک قریش کا نظام قائم تھا خاندان کی سربراہی اولاد کی بجائے بزرگ خاندان کو منتقل ہوتی تھی۔

بہر حال بنو ہاشم اور بنو امیہ کے باہمی تعلقات پر جب ہم نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں پتا چلتا ہے کہ جناب عبدالمطلب کے سب گھرے دوست جناب حرب بن امیہ تھے اور ابوطالب کے مسافر بن عمرو بن امیہ۔ اسی طرح جناب حارث بن عبدالمطلب کے دوست حارث بن حرب بن امیہ تھے اور سیدنا عباس کے سیدنا ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

اس کے بعد ہیں ان کے تعلقات مصاہرت جو نسل بعد نسل آج تک چلے آ رہے ہیں۔ یہاں ان چند ہاشمی خواتین کا ذکر کیا جاتا ہے جو بنو عبدالمطلب کے ہاں بہا ہی گئیں۔ یہ رشتے عہد جاہلیت سے لے کر صفین و کربلا کے بعد تک ہیں۔ زیادہ نام آل ابی طالب کے دیئے جاتے ہیں۔

نقشہ نکاح بنو ہاشم و بنو امیہ

نمبر شمار	نام ہاشمی	نام دختر	نام داماد
۱	جناب عبدالمطلب بن ہاشم رضی اللہ تعالیٰ عنہا	سیدہ بیضاء ام حکیم	گریز بن ربیعہ اموی، انہی کے فرزند سیدنا عامر تھے اور ان کے فرزند اسلام کے بطل جلیل سیدنا عبداللہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۲	جناب عبدالمطلب بن ہاشم رضی اللہ تعالیٰ عنہا	سیدہ صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	حارث بن حرب بن امیہ، ان کے انتقال کے بعد جناب عوام بن خویدہ جن سے سیدنا زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے۔
۳	رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم	سیدہ زہبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	سیدنا ابوالعاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن الربیع بن عبد العزی بن عبد الشمس
۴	رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم	سیدہ رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	سیدنا عثمان بن عفان بن العاص بن امیہ
۵	رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم	سیدہ اُمّ کلثوم رضی اللہ عنہا یکے بعد دیگرے	سیدنا عثمان بن عفان بن العاص بن امیہ
۶	امیر المؤمنین سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب	رملہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	امیر معاویہ بن مروان بن الحکم رضی اللہ تعالیٰ عنہا اموی
۷	امیر المؤمنین سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب	حدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	عبدالرحمن بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہا بن کریز اموی
۸	امیر المؤمنین سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب	بشت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہا	عبدالملک رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۹	سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ	سیدہ لہابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	ولید بن عقبہ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۱۰	سیدنا حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہا	سکینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	الاصح بن عبدالعزیز بن مروان
۱۱	سیدنا حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہا	سکینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	یکے بعد دیگرے زید بن عمر بن عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم

۱۲	سیدنا حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما	سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت عبداللہ بن عمر بن عثمان بعد از حسن المثنیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۱۳	سیدنا محمد بن علی بن ابی طالب	سیدہ لبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا امیر سعید بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن سعید بن العاص اموی
۱۴	سیدنا محمد بن جعفر بن ابی طالب	سیدہ رملہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (۱) امیر سلیمان بن امیر المومنین ہشام رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۱۵	سیدنا محمد بن جعفر بن ابی طالب	سیدہ رملہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (۱) ابوالقاسم بن الولید بن عتبہ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۱۶	سیدنا عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب	سیدہ ام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہا یزید بن امیر المومنین معاویہ بن سیدنا ابی سفیان اموی رضی اللہ عنہما
۱۷	سیدنا عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب	سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا امیر خالد بن یزید
۱۸	سیدنا عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب	سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا ایان بن عثمان مجملہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دوسرے شوہروں کے
۱۹	سیدنا عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب	سیدہ ام ایسیہ رضی اللہ عنہا امیر المومنین عبدالملک رضی اللہ عنہا اموی
۲۰	سیدنا عبید اللہ بن عباس بن علی بن ابی طالب	سیدہ نفیسہ رضی اللہ عنہا امیر المومنین عبداللہ بن امیر خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۲۱	یزید بن الحسن بن علی بن ابی طالب	سیدہ نفیسہ رضی اللہ عنہا امیر المومنین ولید اول رضی اللہ عنہ
۲۲	الحسن بن الحسن بن علی بن ابی طالب	سیدہ حمادہ رضی اللہ عنہا اسماعیل بن عبدالملک بن الحارث بن الحکم بن العاص بن امیہ
۲۳	ابو ہاشم بن علی بن ابی طالب	سیدہ لبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا امیر سعید بن عبداللہ بن عمرو بن سعید بن العاص اموی
۲۴	محمد بن علی بن عبداللہ بن جعفر	سیدہ ریحہ رضی اللہ عنہا یزید بن امیر المومنین ولید بن امیر المومنین عبدالملک

مناسب ہے کہ یہاں چند نام ان اموی خواتین کے بھی دیئے جائیں جو ہاشمیوں کو بیاہی گئیں۔

نقشہ بنو امیہ

نمبر شمار	نام اموی	نام دختر	داماد ہاشمی
۱	حرب بن عبد القیس	ام جمیل	ابولہب بن عبدالمطلب
۲	عتبہ ربیعہ بن عبد القیس	فاطمہ	عقیل بن ابی طالب
۳	سیدنا ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ	ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا	سیدنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
۴	سیدنا ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ	سیدہ ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہا	سیدنا حارث بن نوفل بن حارث بن عبدالمطلب
۵	مروان بن عنبسہ بن سعید بن العاص	خلیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	حضرت حسن بن الحسین بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب
۶	عمر بن عاصم بن عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ	عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	اسحاق بن عبد اللہ بن علی زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

فائدہ..... یہ سلسلہ اتنا وسیع ہے کہ اس کا احاطہ مشکل ہوگا۔ اب سوال ہے کہ جب معاشرتی اور دیگر امور نکاح وغیرہ میں بنو ہاشم اور بنو امیہ ایک تھے اور کسی معاملے میں ایک دوسرے کی خلاف خاندانی مصیبت کو کام میں نہیں لاتے تھے تو یہ کہنا کتنی بڑی غلط بیانی ہے کہ ان دونوں خاندانوں میں پشتینی رقابت تھی۔ ویسے سب آدمی تھے تو کیا گئے بھائی نہیں لڑ پڑتے اور کیا باپ بیٹے میں اختلاف نہیں ہو جاتا؟ اور ایسے عارضی جھگڑے عام ہوتے ہیں انہیں رقابت نہیں کہا جاتا۔ اگر اسی کو رقابت قرار دیا جائے تو دنیا بھر میں کوئی خاندان اس رقابت سے نہیں بچ سکتا۔

فہرست بعض فاطمی سید زادیوں اور ان کے غیر فاطمی شوہروں کے اسماء

ان شوہروں میں غیر فاطمی ہاشمی بھی ہیں قریش بھی، مہاجر بھی ہیں انصار بھی، عربی ہیں اور عجمی بھی اور ان نکاحوں کے کرنے والے معمولی شخصیات نہیں تھے۔ وہ اسلام کیلئے ہر قربانی دینے کو تیار تھے۔ ان کے تقویٰ و پرہیزگاری کی قسم اٹھائی جاسکتی ہے بلکہ وہ ان میں سے تھے جو قسم اٹھالیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کو پورا کر دیتا ہے۔

حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی بیٹی سیدہ زینب کا نکاح امیر المؤمنین سیدنا فاروق اعظم سے ان کی وفات کے بعد محمد بن جعفر طیار سے کیا۔ (تاریخ یعقوبی، ج ۲ ص ۱۳۹-۱۵۰ و عمدة الطالب ص ۹۳ وغیرہ)

سیدہ فاطمہ بنت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا دوسرا نکاح مصعب بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عوام سے اور ان کا تیسرا نکاح عمرو بن حکیم بن حزام سے اور چوتھا نکاح عبدالعزیز بن مروان سے ہوا۔ پھر زید بن عمرو بن عثمان بن عفان سے نکاح کیا۔ پھر ابراہیم بن عبدالرحمن بن عوف سے نکاح کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیوں حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سیدہ رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نکاح کیے بعد دیگرے سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوئے۔ (کتاب عامہ)

اور اپنی صاحبزادی سیدہ زینب کا نکاح حضرت سیدنا ابوالعاص سے کیا۔ (کتاب عامہ)

حضرت حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی اولاد سے حسن بن حسن کی متعدد بیٹیاں تھیں ایک سیدہ زینب تھیں جو عبداللہ بن ابراہیم اور حسن کی بہن تھیں۔ ان کا نکاح ولید بن مروان سے ہوا۔ دوسری فاطمہ تھیں، ان کا نکاح معاویہ بن عبداللہ بن الولید بن مغیرہ سے ہوا۔ (کتاب تواریخ)

تیسری صاحبزادی سیدہ ملکیت تھیں، ان کا نکاح جعفر بن مصعب بن زبیر سے ہوا۔

چوتھی صاحبزادی سیدہ ام قاسم تھیں یہ سیدہ ملکیت کی بہن تھیں ان کا نکاح مروان بن ابان بن عثمان بن عفان سے ہوا۔

سیدہ خدیجہ بن الحسین بن الحسن بن علی بن ابی طالب اور سیدہ حمادہ بنت الحسن بن الحسن بن علی بن ابی طالب کا نکاح اسماعیل بن عبدالملک سے ہوا۔ (کتاب تواریخ)

حضرت سیدہ خدیجہ بنت امام زین العابدین بن امام حسین کا نکاح حضرت ثابت والد ماجد امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم سے ہوا۔

ان سے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پیدا ہوئے۔ (کتاب تواریخ)

حضرت سیدہ فاطمہ مسکین بنت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نکاح حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے ہوا۔ (شجرہ طیبہ وغیرہ)

حضرت سیدہ فاطمہ بنت امام موسیٰ کاظم بن امام جعفر صادق کا نکاح حضرت حماد بن امام اعظم ابوحنیفہ سے ہوا۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم

حضرت سیدہ بی خاتون اکبر بنت سید عبدالرزاق کا نکاح حضرت شاہ عثمان سے ہوا جو کہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اولاد سے ہیں۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم (تواریخ آئینہ تصوف)

حضرت سیدہ عظمت بنت سید سلطان قدسی کا نکاح شیخ نظام الدین سے ہوا، جو امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اولاد سے ہیں۔
 حضرت سیدہ ہاجرہ بنت حضرات امیر حسینی سادات کا نکاح حضرت نصیر الدین سے ہوا، آپ بھی حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ
 رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اولاد سے ہیں۔ حضرت سیدہ بی اکبری خاتون بنت مخدوم جہاں گشت سید جلال الدین کا نکاح حضرت شیخ
 صفی الدین سے ہوا، آپ بھی سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اولاد سے ہیں۔ (کتاب تاریخ ہمس ۲۴)

حضرت سیدہ حلیمہ بیگم بنت سید عبدالباہا ولد پیر بابا سید علی ترمذی کا نکاح حضرت عبدالحمید سے ہوا، آپ بھی امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
 کی اولاد سے ہیں۔ حضرت سیدہ نیاز بی بی بنت سید احمد بن سید قادر علی بن سید محمد اسحاق بن سید محمد عنایت الدین بن سید محمود عالم بن
 سید یوسف بن سید جلال بخاری میر سرخ کا نکاح حضرت شیخ محمد حیات عرف شیخ کبیر گجراتی سے ہوا، آپ بھی حضرت امام اعظم
 ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اولاد سے ہیں۔ سیدہ نیاز بی بی کے بطن سے حافظ برخوردار پیدا ہوئے۔ (کتاب تاریخ)

حضرت سیدہ قمر النساء بنت سید شفیع احمد برادر سید کبیر الدین شاہ دولہ گجراتی کا نکاح حضرت شیخ حافظ برخوردار بن شیخ محمد حیات سے
 ہوا، آپ بھی امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اولاد سے ہیں۔ سیدہ قمر النساء کے بطن سے حافظ برخوردار کے صاحبزادے شیخ رحمت اللہ
 پیدا ہوئے۔ (کتاب تاریخ)

حضرت سیدہ فاطمہ بنت سید احمد آنوالہ والے کا نکاح حضرت رحمت اللہ بن حافظ برخوردار سے ہوا، آپ بھی امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
 کی اولاد سے ہیں۔ حضرت شیخ رحمت اللہ بن حافظ برخوردار کا دوسرا نکاح حضرت سیدہ بی بی انور خاتون بنت سید یوسف علی بن
 سید قمر علی بن سید عابد حسین بن سید نیاز علی بن سید عظمت علی بن سید یوسف سید ظہور احمد بن سید فقیر احمد شاہ بن سید یحییٰ بن سید موسیٰ
 بن حضرت امام تقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ہوا۔ حضرت سیدہ عجیب النساء بنت سید علی شاہ آنوالہ والے کا نکاح حضرت شاہ نعمت سے ہوا،
 آپ بھی امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اولاد سے ہیں۔ حضرت سیدہ مریم فاطمہ بنت سید اکبر بن سید زاہد بن سید امام الدین بن
 سید نظام الدین بن سید غفران شاہ سید اعظم بن سید محمد احمد بن سید برہان الدین بن سید علیم الدین بن سید ظہور احمد بن سید کریم
 حسین بن سید قربان علی بن سید تاج دین بن سید عبدالرزاق بن حضرت محبوب سبحانی سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نکاح
 حضرت شاہ محمد حسن مؤلف تاریخ آئینہ تصوف سے ہوا۔ (تاریخ آئینہ تصوف)

اور حضرت شاہ محمد حسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا دوسرا نکاح حضرت سیدہ عجوبہ خاتون بنت سید نصرت علی خاں منصب دار بدخشان سے ہوا،
 آپ بھی امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اولاد سے ہیں۔ (تاریخ آئینہ تصوف)

سیدہ زمزم بنت سید سلمان نقیب الاشراف بن سید مصطفیٰ گیلانی حضرت سیدنا غوث الاعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اولاد سے ہے، کا نکاح علقمہ قبیلہ کے ایک شخص سے ہوا۔ ۳۲۔ سیدنا عبدالقادر واولادہ، حضرت فخر الدین عراقی بن زبیر بن حسن بن عزیز بن ابی بکر غازی بن شیخ محمد عرف مولانا فارسی بن عبدالرحمن بن عبدالرحیم بن محمد بن امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا پہلا نکاح حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی نے اپنی صاحبزادی سے کیا۔ جس کے بطن سے شیخ کبیر الدین ۳۳ پیدا ہوئے۔ دوسرا نکاح حضرت سید السادات نعت اللہ بہدانی کی ہمشیرہ حضرت سیدہ حافظہ جمال سے ہوا۔ ۳۴۔ ان کے بطن سے آپ کے دو صاحبزادے حضرت شرف الدین بوعلی شاہ قلندر پانی پتی اور ان کے بھائی نظام الدین عراقی تولد ہوئے۔ ۳۵۔ حضرت نظام الدین عراقی بن فخر الدین عراقی برادر حضرت شرف الدین بوعلی قلندر پانی پتی کا نکاح سیدہ نعت اللہ کرمانی کی صاحبزادی سے ہوا۔ اسی نسبت سے بعض لوگوں میں مشہور ہو گیا کہ شیخ نظام الدین عراقی کی ساری اولاد سید ہے۔ ۳۶۔ سراج الواصلین فخر العاشقین حضرت مولانا محمد نظام الملت والدین اورنگ آبادی کا نکاح حضرت سید محمد ابوالفتح صدر الدین گیسو دراز گلبرگہ کی اولاد سے ایک سیدزادی سے ہوا۔ جن سے حضرت شیخ الوقت فخر اولین و آخرین محبت نبی محبوب علی مجمع اسرار توحید منبع بحار تفرید واقف حقائق کاشف دقائق قطب ارشاد شرف اتحاد نظام سلاسل چشت مسلک اہل بہشت مولانا محمد فخر الدین صدیقی قدس سرہ پیدا ہوئے۔ ۳۷۔ حضرت شیخ غلام محمد انصاری سہارنپوری جو کہ حضرت ابویوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے تھے۔ ان کا نکاح سیدہ محفوظ بی بی بنت سید نظام الدین بن سید محمد باقر بن سید شاہ ابوالمعالی سے ہوا۔ ۳۸۔ پانی پتی انصاریوں کے جد اعلیٰ خواجہ ملک علی کے دو صاحبزادوں خواجہ نصر الدین و خواجہ محمد مسعود کی شادی حضرت خواجہ شرف الدین بوعلی قلندر پانی پتی نے حضرت مخدوم جلال الدین کبیر اولیاء عثمانی قدس سرہ کی دو صاحبزادیوں ہاتر تیب (فیروزہ و زبیدہ) سے کرا کر دوا دی تھی کہ تمہاری اولاد قیامت تک یہاں بسے گی اور بڑے بڑے علماء اور ذی وقار لوگ تمہاری نسل میں پیدا ہوں گے۔ حضرت قلندر کی یہ دعا پھلی پھولی اور خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ لوگ اب تک پانی پت میں آباد چلے آ رہے ہیں اور انصاریوں اور عثمانیوں کی رشتہ داریاں سینکڑوں برس (تقریباً آٹھ صدیاں) سے قائم ہے۔ ۳۹۔ حضرت الشیخ عبدالرحیم دہلوی کا نکاح حضرت امام موسیٰ کاظم کی اولاد سے سیدزادی سے ہوا۔ جسکے بطن سے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی پیدا ہوئے۔ ۴۰۔ حضرت مولانا لطف اللہ عبید اللہ بن الجراح کی اولاد سے تھے۔ انکی والدہ محترمہ سیدزادی تھیں۔ ۴۱۔ حضرت مولانا مفتی لطف اللہ بہ استاذ محترم حضرت حضور اعلیٰ پیر مہر علی شاہ گولڑوی کی شادی جلسیر میں سید رونق صاحب کی صاحبزادی سے ہوئی۔ اسی طرح مولانا لطف اللہ کی والدہ ماجدہ اور آپ کی زوجہ محترمہ دونوں سیدزادیاں تھیں۔ ۴۲۔ حضرت سیدہ نفیسہ بنت حسن بن علی ابی طالب کا نکاح حضرت عبداللہ بن زبیر سے ہوا۔ ۴۳۔ حضرت سیدہ نفیسہ بنت زید بن حسن بن علی بن ابی طالب کا نکاح ولید بن مروان سے ہوا۔ ۴۴۔ حضرت سیدہ ام حسن بنت جعفر بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب کا

نکاح سلیمان بن علی بن عبد اللہ بن عباس سے ہوا۔ ۳۵ اس محمد جعفر سے اور چھ لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ حضرت سیدہ ام کلثوم بنت عبد اللہ بن حسن بن علی بن ابی طالب کا نکاح اسماعیل بن علی بن عبد اللہ بن عباس بن عبد المطلب سے ہوا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ۳۶ حضرت سیدہ زینب بنت محمد نفس ذکیہ بن عبد اللہ محض بن حسن ثقی بن امام حسن بن علی بن ابی طالب کا نکاح حضرت محمد بن ابوالعباس عبد اللہ سفاح سے ہوا۔ ۳۷ اور ۳۸ حضرت سیدہ ام الحسین بنت امام زین العابدین بن امام حسین کا نکاح ابراہیم بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس سے ہوا۔ ۳۹ ان کا دوسرا نکاح یعنی بن علی بن عبد اللہ بن عباس سے ہوا۔ حضرت سیدہ ام موسیٰ بنت امام زین العابدین بن امام حسین کا نکاح داؤد بن علی بن عبد اللہ بن عباس سے ہوا۔ ۴۰ سیدہ ام موسیٰ کی وفات کے بعد ان کی بمشیرہ فاطمہ بنت امام زین العابدین بن امام حسین کا نکاح داؤد بن علی بن عبد اللہ بن عباس سے ہوا۔ ۴۱ حضرت سیدہ زینب بنت حسین الاعرج بن امام زین العابدین بن امام حسین کا نکاح عباسی خلیفہ ہارون الرشید سے ہوا۔ ۴۲ حضرت عبدالرحمن جانناز جو خلفائے عباسیہ کی اولاد سے تھے کی ۴۳ ایک شادی سید محمد ماہ بہرائچی کے خاندان میں ہوئی۔ ۴۴ اور ایک شادی خاندان سادات ترمذی ۴۵ میں ہوئی اب تک یہ دونوں خاندان آپس میں شادیاں کرتے ہیں۔ ۴۶ سیدہ فاطمہ بنت علی کرم اللہ وجہہ کا عقد ابوسعید سے ہوا۔ ۴۷ حضرت سیدہ میمونہ بنت علی کرم اللہ وجہہ کا عقد عبد اللہ بن عقیل سے ہوا۔ ۴۸ حضرت سیدہ رقیہ بنت علی کا عقد مسلم بن عقیل سے ہوا۔ ۴۹ حضرت سیدہ خدیجہ بنت علی کا عقد عبدالرحمن بن عقیل سے ہوا۔ ۵۰ سیدہ نفیسہ بنت علی کا عقد ملت بن عبد اللہ بن نوفل بن حارث بن عبد المطلب سے ہوا۔ ۵۱ سیدہ بی بی حاج بنت حضرت سید احمد توختہ ترمذی لاہوری کا نکاح شاہزادہ بہاؤ الدین محمد بن سلطان قطب الدین محمود الی کیچ مکران سے ہوا، جو شیخ ابوالحسن ہکاری قریشی کی اولاد سے تھے اور حضرت سید احمد توختہ حسینی سید تھے۔ ۵۲

تحقیق کیلئے دیکھنے ذیل کے مآخذ و مراجع

- ۱۔ عامہ کتب شیعہ و سنی، تاریخ ۲۔ البیہقی، ج ۲، ۱۳۹، ۱۵۰۔ ۳۔ عمدة الطالب فی انساب آل ابی طالب، ص ۶۳ صحیح البخاری، ج ۱، ص ۴۰۳ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ، تاریخ طبری، تاریخ ابن خلدون، تاریخ کامل، اصابہ، اسد الغابہ، استیعاب وغیرہ سینکڑوں کتب میں اس نکاح کا ذکر موجود ہے۔ ۴۔ عام کتب شیعہ و سنی ۵۔ تاریخ و تحقیق اہلبیت، ص ۳۴۴ مؤلف سید تصدق بخاری (ب) عمدة الطالب ص ۹۹ ۶۔ تاریخ و تحقیق اہلبیت، ص ۳۴۴ بحوالہ کتاب الآغانی، ج ۱۳ ص ۶۳، روضة الاصفياء، ص ۲۶۲ ابن سعد، ج ۸ ص ۴۷۳ تا ۴۷۵ ۷۔ علامہ محمد بن سعد و اقدی طبقات الکبریٰ، ج ۸ ص ۴۷۵ مطبوعہ در بیروت ۱۳۸۸ھ ۸۔ ۹۔ عامہ کتب شیعہ و سنی ۱۰۔ ۱۱۔ ابو محمد علی بن احمد بن سعید انساب العرب مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۳ھ ۱۲۔ ایضاً ص ۴۲ ۱۳۔ شجرہ طیبه ۹ ص ۴۸ مرتبہ جمال الدین احمد ناشر الحاج شجاع الدین احمد دکن کشا چیمبر زمارٹن روڈ کراچی (ب) نسب نامہ رسول انام ۶۳-۱۳۵ مرتبہ پیر دنگیر نامی (ج) شیر و شکر مؤلفہ پیر دنگیر نامی ص ۱۶-۱۷ (د) تواریخ آئینہ تصوف ۷ ص ۷ مؤلفہ شاہ محمد حسن (ه) مرآة شرح مشکوٰۃ ترجمہ الکمال، ج ۸ ص ۱۰۳ ۱۴۔ (۱) شجرہ طیبه (ب) نسب نامہ رسول انام، ص ۶۳-۸۷ (ج) شیر و شکر، ص ۱۶ (د) تواریخ آئینہ تصوف، ص ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱ مرآة شرح مشکوٰۃ مؤلفہ مفتی احمد یار خاں، ج ۸ ص ۱۰۸ ۱۵۔ تواریخ آئینہ تصوف، ص ۴۸۴ ۱۶۔ ایضاً ص ۴۸۶ ۱۷۔ ایضاً ص ۴۸۷ ۱۸۔ ایضاً ص ۴۸۷ ۱۹۔ ایضاً ص ۴۸۷ ۲۰۔ ایضاً ص ۴۸۷ ۲۱۔ ایضاً ص ۴۸۷ ۲۲۔ ایضاً ص ۴۸۷ ۲۳۔ ایضاً ص ۴۸۸ ۲۴۔ ایضاً ص ۴۹۲ ۲۵۔ ایضاً ص ۴۹۳ ۲۶۔ ایضاً ص ۴۹۳ ۲۷۔ ایضاً ص ۴۹۳ ۲۸۔ ایضاً ص ۴۹۴ ۲۹۔ ایضاً ص ۴۹۴ ۳۰۔ ایضاً ص ۴۹۵ ۳۱۔ ایضاً ص ۴۹۵ ۳۲۔ سیدنا عبد القادر گیلانی والا ولادہ، ص ۴۸۹ مؤلفہ امیراجیم عبدالغنی مطبوعہ افریشیا پرنٹنگ پریس ناظم آباد کراچی ۳۳ (۱) فتحات الانس، ص ۶۳۸ مؤلفہ عبدالرحمن جامی مولانا ناشر اللہ والے کی دکان لاہور (ب) مفتاح الغیب مؤلفہ شیخ عطاء محمد عطا مطبوعہ اشرف موتی پریس سیالکوٹ (ج) قصر عارفان مؤلفہ مولوی احمد علی، ص ۱۹۰ ناشر مکتبہ نبویہ لاہور ۱۴۰۸ھ ۱۹۸۸ء ۳۴ (۱) مفتاح الغیب، ص ۱۳ (ب) قصر عارفان، ص ۱۹۳ (ج) انوار قلندر ۲-۶ مولانا خلیل الرحمن ۳۵ قصر عارفان، ج ۱، ص ۱۹۷ (ب) مفتاح الغیب، ص ۱۳ (ج) انوار قلندر ص ۱۶ ۳۶ قصر عارفان، ج ۱، ص ۱۹۲ ۳۷ ایضاً، ج ۱ ص ۲۴۰ (ب) مناقب الحبیبین ص ۸۷ مؤلفہ حاجی نجم الدین ناشر اسلامک بک فاؤنڈیشن لاہور ۱۳۹۷ھ ۳۸ تذکرۃ الخلیل، ص ۱۴-۱۷ مؤلفہ مولانا عاشق الہی میرٹھی ناشر مکتبہ قاسمیہ سیالکوٹ ۱۹۶۰ء ۳۹ سوانح فتحیہ، ص ۹۵ مؤلفہ محمد طاہر رحیمی ناشر ادارہ کتب طاہریہ ملتان مطبوعہ روحانی آرٹ پریس ملتان ۱۴۰۹ھ ۱۹۸۸ء ۴۰ ازالۃ الخفاء، ج ۱ ص ۱۱۷ ردوناشر محمد سعید تاجران کتب کراچی ۴۱ استاذ العلماء، ص ۵-۶ ص ۴۷۰ مؤلفہ مولانا حبیب الرحمن خان شروانی ناشر مکتبہ قادریہ ۱۴۰۰ھ ۱۹۰۰ء ۴۲ ایضاً ص ۴۷ ۴۳ تا ۴۸ شجرہ طیبه ۴۹ تا ۵۲ ایضاً ص ۳ ۵۳ قصر عارفان، ج ۲ ص ۱۳۸ ۵۴ ایضاً، ص ۱۳۶ ۵۵ ایضاً، ص ۱۴۷ ۵۷ تا ۶۱ و بحار الانوار، ج ۲ ص ۱۰۶ ۶۲ پیر غلام دنگیر بزرگان لاہور، ص ۲۲۱ ناشر نوری بک ڈپولاہور

نوٹ..... اگرچہ سید زادیوں کے نکاح غیر سیدوں سے اتنی کثیر تعداد میں ہوئے ہیں کہ اگر ان کی ڈائریکٹری تیار کی جائے تو بیسیوں جلدوں پر مشتمل ہو جائے۔

حکایات و واقعات

(۱) سیدنا امام زین العابدین علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ایک موقع پر اپنے ایک غلام کو آزاد کر کے اپنی بیٹی کا نکاح اس سے کر دیا تھا اور اپنی ایک لونڈی کو آزاد کر کے خود اس سے نکاح فرمالیا تھا تو یہ بات وقت کے خلیفہ عبدالملک کو پہنچی تو اس نے اس پر اظہارِ ناپسندیدگی کیا۔ لیکن حضرت امام نے اس کو اس سلسلے میں لکھا کہ ہمارے لئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اُسوہ سب کچھ ہے اور یہ بڑائیاں اور عظمتیں آپ ہی سے آپ ہی کے طفیل ہم کو ملی ہیں اور آپ نے اپنی ایک لونڈی صفیہ کو آزاد کر کے خود اس سے نکاح فرمالیا تھا اور اپنے ایک غلام زید بن حارثہ کو آزاد کر کے اپنی پھوپھی زاد بہن زینب کا نکاح اس سے کر دیا تھا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ بڑائی اور عظمت کس کی ہو سکتی ہے؟

(۲) دورِ حاضرہ کے علامہ کبیر غزالی زمانِ حضرت سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی محدث ملتانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی مبارک میں اپنی صاحبزادیوں کے نکاح معزز گھرانوں میں کئے۔ امام احمد رضا محدث بریلوی اور امام شامی رحمہم اللہ کے فتاویٰ مبارکہ پر عمل فرما کر تمام اختلافی پہلوؤں کو ختم فرمادیا۔

(۳) امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ساداتِ کرام کی تعظیم و تکریم میں کسی قسم کی کسر نہیں چھوڑتے تھے۔ آپ کے بارے میں ساداتِ کرام کی تعظیم پر فقیر نے ایک ضخیم رسالہ لکھا ہے۔ لیکن آپ نے شرعی اصول پر ساداتِ کرام کیلئے ثابت فرمایا ہے کہ کفو میں سیدہ کا نکاح بہ غیر سید جائز ہے کفو (قریش) کے علاوہ اعلیٰ خاندان معزز شخصیات یا مخصوص علماء باعمل سے نکاح جائز ہے لیکن علماء کی اگر قومیت میں کمی ہے تو پھر ناجائز ہے۔ (فتاویٰ رضویہ)

اس کے باوجود آپ کا یہ حال ہے کہ امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ کو ساداتِ گھرانہ سے نکاح کی پیشکش ہوئی تو آپ نے ادب کو ملحوظ رکھتے ہوئے معذرت فرمائی۔

(۴) دورِ حاضرہ میں احناف کے فتاویٰ کا دار و مدار شامی پر ہے اور صاحب فتاویٰ شامی صحیح النسب سید ہیں۔ ان کے نسب کی تفصیل یوں ہے:- عالم اور عارف، فقیہ اعظم، محمد امین ابن عابدین علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو کہ حسینی سید تھے اور صحیح النسب سید جن کا شجرہ نسب آپ کے صاحبزادے حضرت علامہ علاؤ الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مکملہ رد المحتار میں یوں بیان فرمایا ہے:-

الحسب النسب، الفاضل الادیب، الجامع بین شرقی العلم والنسب، والجامع بین الشریعہ والحقیقہ، وعلوم المعقول والمقول والتصوف والطریقہ، اعلم العلماء العالمین، افضل الفضلاء الفضلین، مرجع الخاص والعام، الشیخ سید الشریف محمد امین عابدین ابن السید الشریف عمر عابدین، ابن السید الشریف عبدالعزیز عابدین، ابن السید الشریف احمد عابدین، ابن السید الشریف عبدالرحیم عابدین، ابن السید الشریف نجم الدین، ابن السید الشریف العالم الفاضل الولی الصالح الجامع بین الشریعہ والحقیقہ امام الفضل والطریقہ محمد صلاح الدین الشہیر العابدین، ابن السید الشریف نجم الدین، ابن السید الشریف محمد کمال، ابن السید الشریف تقی الدین المدرس، ابن السید الشریف مصطفیٰ الشہابی، ابن السید الشریف حسین، ابن السید الشریف حمزہ اللہ علیہ، ابن السید الشریف احمد الثانی، ابن السید الشریف علی، ابن السید الشریف احمد الثالث، ابن السید الشریف عبداللہ، ابن السید الشریف احمد الرابع، ابن السید الشریف عبداللہ، ابن السید الشریف عز الدین عبداللہ الثانی، ابن السید الشریف قاسم، ابن السید الشریف حسن، ابن السید الشریف اسمعیل، ابن السید الشریف حسین الثالث، ابن السید الشریف احمد الخامس، ابن السید الشریف اسمعیل الثانی، ابن السید الشریف محمد ابن السید الشریف اسمعیل الاعرج ابن الامام جعفر الصادق ابن الامام محمد الباقر ابن الامام زین العابدین ابن الامام حسین ابن البتول حمی الزہراء فاطمہ بنت الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیہا علیٰ جمیع آلہ و صحبہ آمین علامہ شامی موصوف ۱۲۹۸ھ میں شام کے شہر دمشق میں پیدا ہوئے اور ۲۱ ربیع الثانی ۱۳۵۲ھ میں قریباً چوں (۵۴) سال کی عمر میں فوت ہوئے اور ۳۰ واسطوں سے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ۳۱ واسطوں سے حضرت بتول فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے اور ۳۲ واسطوں سے خود حضور نبی اکرم، نور مجسم، تاجدار عرب و عجم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اولاد اطہار و امجاد میں سے ہیں۔

فائدہ..... اس صحیح النسب حسینی سید اور اتنے بڑے عالم و عارف اور فقیہ کہ جن کی کتاب رد المحتار المعروف بفتاویٰ شامی سے بڑے بڑے نامور علماء کرام اور مفتیان عظام تقریباً دو صدی سے فتوے دیتے چلے آ رہے ہیں۔ انہوں نے بالکل صاف اور صریح طور پر اپنی کتاب رد المحتار میں فتویٰ لکھا ہے کہ سید زادی ہاشمیہ عورت کا عقد نکاح کسی بھی قریشی مرد سے بلحاظ کفو ہو سکتا ہے کیونکہ قوم قریش میں دربارہ نکاح کسی کو دوسرے پر کوئی فضیلت نہیں ہے اور اس کی دلیل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صاحبزادیوں کا حضرت عثمان اموی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ عقد نکاح اور اُمّ کلثوم بنت قاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ عقد نکاح کو ٹھہرایا ہے۔

اب حضرت پیر صاحب گولڑوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بلاشبہ بہت بڑے عالم اور بلند پایہ عارف اور صحیح النسب حسینی سید تھے لیکن اس مسئلہ میں حضرت نے نہ تو کوئی ایسی دلیل بیان فرمائی ہے کہ جس سے قریشی کا سید زادی کے ساتھ عقد نکاح حرام ٹھہرے اور نہ ہی فقہاء احناف خصوصاً علامہ شامی علیہ الرحمۃ کے پیش کردہ دلائل جواز کا جواب دیا ہے اور مسائل میں اختلاف تو ہوتا ہی رہتا ہے اور مقصد نیک ہو اور اختلاف کا طریق صحیح ہو تو یہی وہ اُمت کا اختلاف ہے جس کو رحمت قرار دیا گیا ہے۔ تو علامہ شامی اور پیر صاحب دونوں ہمارے بزرگ ہیں مگر اس مسئلہ میں چونکہ دلائل صحیحہ علامہ شامی کے مؤید ہیں اس لئے ہم علامہ شامی کا ساتھ دیتے ہوئے کسی غیر سید قریشی کے ساتھ سید زادی ہاشمیہ حسینیہ کے عقد نکاح کے جواز کا فتویٰ دیتے ہیں۔

فائدہ..... اس صحیح النسب حسینی سید اور اتنے بڑے عالم و عارف اور فقیہ کہ جن کی کتاب رد المحتار المعروف بفتاویٰ شامی سے بڑے بڑے نامور علماء کرام اور مفتیان عظام تقریباً دو صدی سے فتوے دیتے چلے آ رہے ہیں۔ انہوں نے بالکل صاف اور صریح طور پر اپنی کتاب رد المحتار میں فتویٰ لکھا ہے کہ سید زادی ہاشمیہ عورت کا عقد نکاح کسی بھی قریشی مرد سے بلحاظ کفو ہو سکتا ہے کیونکہ قوم قریش میں دربارہ نکاح کسی کو دوسرے پر کوئی فضیلت نہیں ہے اور اس کی دلیل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صاحبزادیوں کا حضرت عثمان اموی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ عقد نکاح اور اُمّ کلثوم بنت قاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ عقد نکاح کو ٹھہرایا ہے۔

اب حضرت پیر صاحب گولڑوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بلاشبہ بہت بڑے عالم اور بلند پایہ عارف اور صحیح النسب حسینی سید تھے لیکن اس مسئلہ میں حضرت نے نہ تو کوئی ایسی دلیل بیان فرمائی ہے کہ جس سے قریشی کا سید زادی کے ساتھ عقد نکاح حرام ٹھہرے اور نہ ہی فقہاء احناف خصوصاً علامہ شامی علیہ الرحمۃ کے پیش کردہ دلائل جواز کا جواب دیا ہے اور مسائل میں اختلاف تو ہوتا ہی رہتا ہے اور مقصد نیک ہو اور اختلاف کا طریق صحیح ہو تو یہی وہ اُمت کا اختلاف ہے جس کو رحمت قرار دیا گیا ہے۔ تو علامہ شامی اور پیر صاحب دونوں ہمارے بزرگ ہیں مگر اس مسئلہ میں چونکہ دلائل صحیحہ علامہ شامی کے مؤید ہیں اس لئے ہم علامہ شامی کا ساتھ دیتے ہوئے کسی غیر سید قریشی کے ساتھ سید زادی ہاشمیہ حسینیہ کے عقد نکاح کے جواز کا فتویٰ دیتے ہیں۔

۱..... کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس بارے میں کہ سادات کرام بیبیوں سے غیر قوم سید مثلاً شیخ مغل پٹھان وغیرہم کا نکاح جائز ہے یا نہیں؟

الجواب..... سید ہر قوم کی عورت سے نکاح کر سکتے ہیں اور سیدانی کا نکاح قریش کے ہر قبیلہ سے ہو سکتا ہے۔ خواہ علوی ہو یا عباسی یا صدیقی یا فاروقی یا عثمانی یا اموی۔ رہے غیر قریش جیسے انصاری یا مغل یا پٹھان۔ ان میں جو عالم دین معظم مسلمین ہو اس سے بھی مطلقاً نکاح ہو سکتا ہے ورنہ اگر سیدانی نا بالغہ ہے اور اس کا غیر قریش کیساتھ نکاح کرنے والا ولی باپ یا دادا نہیں تو یہ نکاح باطل ہے اگرچہ چچا یا سگا بھائی کرے اور اگر باپ یا دادا اپنی لڑکی کا نکاح ایسے پہلے کر چکے ہیں تو اب ان کیلئے بھی نہ ہو سکے گا۔ اور اگر سیدانی بالغہ ہے اور اس کا کوئی ولی نہیں تو وہ اپنی خوشی سے اس غیر قریشی سے نکاح کر سکتی ہے اور اس کا کوئی ولی یعنی باپ یا دادا پر دادا، ان کی اولاد و نسل سے کوئی مرد موجود ہو اور اس نے پیش از نکاح اس شخص کو غیر قریشی جان کر صراحۃً اس نکاح کی اجازت دے دی جب بھی جائز ہوگا۔ ورنہ بالغہ کا کیا ہوا بھی محض باطل ہوگا۔..... ان تمام مسائل کی تفصیل در مختار و رد المحتار وغیرہما کتب معتمدہ مذہب اور فقیر کے فتاویٰ میں متعدد جگہ ہے۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم (فتاویٰ رضویہ، ج ۵، ص ۲۹۲)

فتویٰ ۲..... (مسئلہ)

ایک شخص کا فرمان ہے کہ سیدہ یعنی آل نبی کی دختر ہر ایک کو پہنچ سکتی ہے یعنی ہر مسلمان سے عقد جائز ہے۔ دوسرے نے جواب دیا کہ اگر جاروب کش مسلمان سے ہو جائے تو بھی جائز ہے تو اس نے جواب دیا کچھ مضائقہ نہیں۔

الجواب..... شخص مذکورہ جھوٹا ہے۔ کذاب اور بے ادب گستاخ ہے۔ سادات کرام کی صاحبزادی کسی مغل پٹھان یا غیر قریش مثلاً انصاری کو بھی نہیں پہنچتیں جب تک وہ عالم دین نہ ہوں۔ اگرچہ یہ قومیں شریف گئی جاتی ہیں مگر سادات کا شرف اعظم و اعلیٰ ہے اور غیر قریش، قریش کا کفو نہیں ہو سکتا تو رذیل قوم والے معاذ اللہ کیونکر سادات کے کفو ہو سکتے ہیں یہاں تک کہ اگر بالغہ سیدانی خود اپنا نکاح اپنی خوشی و مرضی سے کسی مغل، پٹھان یا انصاری شیخ غیر عالم دین سے کرے گی تو نکاح سرے سے ہوگا ہی نہیں جب تک اس کا ولی پیش از نکاح مرد کے نسب پر مطلع ہو کر صراحۃً اپنی رضا مندی ظاہر نہ کر دے۔

اور اگر سیدانی بالغہ ہے اور اس کا نکاح باپ دادا کے سوا کوئی ولی اگرچہ حقیقی بھائی یا چچا یا ماں ایسے شخص سے نکاح کر دے تو وہ بھی محض باطل و مردود ہوگا اور باپ دادا بھی ایک ہی یا ایسا نکاح کر سکتے ہیں دوبارہ اگر کسی دختر کا نکاح ایسے شخص سے کریں گے تو ان کا کیا بھی باطل ہوگا۔ کل ذلک معروف فی کتب الفقہ کالدروغیرہ (فتاویٰ رضویہ، ج ۵، ص ۲۹۳)

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید ایک شخص اجنبی عمرو کے مکان پر رہتا ہے۔ عمرو نے وارثان ہندہ کو بہکا کر اور دھوکا دے کر زید کا نسب سید بتایا اور نکاح کرادیا۔ چند مدت کے بعد معلوم ہوا کہ سید تو نہیں نور باف ہے۔ اب وارثان ہندہ کو شرم محسوس ہوتی ہے اور بہت اہانت ہے کہ سیدہ اور نور باف کا نکاح بہت عار ہے۔ لہذا وارثان ہندہ کو یہ نکاح فسخ کرنا فی زمانہ جائز ہے یا نہیں؟ زید بعد ظاہر ہونے حال کے وہاں سے چلا گیا۔ وقتِ رخصت زوجہ سے قسم کھا کر کہا میں اس قریہ میں تا حیات نہیں آؤں گا۔ پھر اسی مضمون کا خط بھی بھیجا۔ اب اس کا کیا حکم ہے؟ بینواتو جرا۔ (مورخہ ۲۲ شوال ۱۳۱۵ھ)

الجواب..... صورت مستفسرہ میں کچھ حاجتِ فسخ نہیں کہ وہ نکاح سرے سے خود ہی نہ ہوا۔ سائل مظہر کہ ہندہ بالغہ ہے اور روایت مفتی بہ پر ولی والی عورت کیلئے کفایت شرطِ نکاح ہے، یا ولی اقرب پیش از عقدِ نکاح عدم کفایت پر دانستہ اپنی رضا ظاہر کر دے۔ بعد عقد راضی ہو جانا بھی نفع نہیں دیتا۔

فی رد المختار تعتبر الكفاءة للزوم النكاح على ظاهر الرواية والصحته على رواية الحسن المختارة للفتوى اه وفي الدر المختار يفتى في غير الكفو بعدم جوازه اصلاً وهو المختار للفتوى فلا تحل بلا رضی ولی بعد معرفته اياه فليحفظ اه مختصراً وفي رد المختار هذا اذا كان لها ولی لم يرض به قبل العقد فلا يقيد رضاه بعده بحو

یہاں جبکہ وہ کفو نہیں اور ولی کو دھوکا دیا گیا۔ دونوں امر سے کچھ متحقق نہ ہوا اور نکاح باطل محض رہا۔ بعد ظہور حال زید کی وہ قسم و تحریر سب مہمل ہے جس پر ہندہ کے لئے کوئی حرمت مترتب نہیں ہو سکتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ رضویہ، ج ۵، ص ۲۹۰)

۱۔ یہ اس شخص کے بارے میں فرمایا جو کفایت کا سرے سے انکار کرے اور سب شریف و رؤیل قبیلوں کو مطلقاً قریش و سادات کا ہم کفو قرار دے اور یہ اس شخص کے بارے میں نہیں جو کفایت کو معتبر جانتا ہے پھر ولی اقرب کی صریح رضا مندی سے غیر کفو میں نکاح کو جائز قرار دیتا ہے کیونکہ خود اعلیٰ حضرت کا یہی موقف ہے بعض لوگوں نے اعلیٰ حضرت کے اس قول سے مغالطہ دینے کی کوشش کی ہے۔ اللہ انہیں ہدایت دے۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہندو سید زادی کا نکاح اس کے چچا نے گیارہ برس کی عمر میں بے اطلاع باپ کے اُن کی غیبت میں زید پٹھان سے کر دیا۔ آیا یہ نکاح جائز ہوا یا نہیں؟ بینوا تو چرا۔

الجواب..... پٹھان سید زادی کا کفو نہیں ہو سکتا۔ تو یہ نکاح کہ بے اطلاع پدرتھا عام ازاں کہ ہندو اُس وقت بالغہ ہو خواہ نا بالغہ اس نکاح پر راضی تھی خواہ ناراض مطلقاً محض باطل واقع ہوا۔ یہاں تک کہ اب اگر اس کا باپ بھی جائز رکھے تو دُرست نہیں ہو سکتا۔ زید ہندو کو باہم قربت ناروا۔ اور ہندو اب بالغہ ہو تو اسے ورنہ اس کے ولی کا اختیار ہے کہ بے طلاق لئے جس سے چاہے نکاح کر دے۔ زید مزاحم نہیں ہو سکتا کہ مذہب مفتی بہ پر وہ محض اجنبی ہے۔

فی ردّ المختار عن کافی الامام الحاکم الشہید قریش بعضہم اکفاء لبعض والعرب بعضہم اکفاء لبعض ویسوا باکفاء لقریش ومن کان له من الموالی ابوان او ثلاثہ فی الاسلام فبعضہم اکفاء لبعض ویسوا باکفاء للحرب اه وقی الدر المختار یفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلاً و هو المختار للفتویٰ لفساد الزمان فلا تحل مطلقته ثلاث نکحت غیر کفوہ بلا رضی ولی لم یوض بہ قبل العقد فلا یفید الرضا بعده اه واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ رضویہ، ج ۵، ص ۳۸۶)

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے ولیہ ہندہ کو کہ سید زادی ہے دھوکا دے کر اپنی قوم اور اپنا اور اپنے باپ کا مشہور نام اور اپنی ماں کا کنیز غیر شرعی ہونا چھپا کر بذریعہ تحریر و تقریر اپنے آپ کو شیخ یا سید اور چند املاک کا مالک ظاہر کر کے ہندہ سے نکاح کر لیا اور اس ملک فرض کو مہر ہندہ قرار دیا۔ بعد خلوت صحیحہ ہندہ کو معلوم ہوا کہ نہ زید کا وہ نام و قوم نہ زمین بلکہ وہ کنیز کہ غیر شرعی سے پیدا ہے۔ اب ہندہ نارضا مندی ہو کر فسخ نکاح چاہتی ہے۔ آیا صورت مستفسرہ میں نکاح کو خود فسخ یا اس کے فسخ کا دعویٰ کر سکتی ہے۔
بیوا تو جرا۔

الجواب..... صورت مستفسرہ میں اگر ہندہ نابالغہ ہے اور یہ نکاح اب وجہ نے نہ کیا یا انہوں نے کیا مگر اس بارے میں ان کی بے احتیاطی پہلے بھی ہوتی تھی کبھی اور بھی کسی بیٹی پوتی کا غیر میں نکاح کر چکے ہوں تو یہ نکاح اصلاً صحیح نہیں ہوا۔ اور اگر ہندہ کیلئے دور و نزدیک کہیں کوئی ولی مرد عصبہ عاقل بالغ حر مسلم مثلاً باپ دادا، بھائی بھتیجا اپنا چچا یا اپنے باپ دادا کا چچا یا ان میں سے کسی کی اولاد مذکور عام ازاں کہ اب وجد کے سوا یہ سب سگے ہوں یا سوتیلے موجود ہیں اور یہ نکاح اس کے بے اطلاع ہوا یا مطلع تھا مگر اس نے صراحۃً نکاح کی اجازت نہ دی اگرچہ سکوت کیا ہو۔ اگرچہ مجلس عقد میں موجود رہا ہو یا صراحۃً اجازت و رضا مندی بھی ظاہر کی۔ بلکہ خود متولی نکاح ہوا مگر وہ ان حالات یا طعنہ زید پر وقف نہ رکھتا تھا تو ان سے صورتوں میں مذہب مفتی بہ پر وہ نکاح محض باطل و کالعدم بلکہ شرعیاً التحقیقہ منعدم ہے۔ اگرچہ بعد وقوع نکاح و علم بحالات زید ولی ہندہ صراحۃً کہے کہ میں ایسی حالت پر بھی اس نکاح پر راضی اور اسے جائز رکھتا ہوں تاہم کچھ حاصل نہیں کہ جو شرعاً باطل ہے کسی کی رضا مندی سے صحیح نہیں ہو سکتا اس تقدیر پر فسخ کی خود کیا حاجت کہ جب عقد ہوا ہی نہیں تو فسخ کیا کیا جائے۔ **فی الدر المختار یفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلاً و هو المختار للفتویٰ لفساد الزمان الخ** اور اگر ہندہ کیلئے اس قسم کا کوئی ولی نہیں یا جو ہیں وہ کل یا بعض یا در صورت تفاوت درجہ صرف ولی اقرب پیش از نکاح باوجود وقف بحالات زید صراحۃً اپنی رضا مندی ظاہر کر چکا ہو تو بشرطیکہ ہندہ بالغہ ہو صحت نکاح میں کچھ شبہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ رضویہ، ج ۵، ص ۲۸۶)

فتویٰ ۶..... (مسئلہ)

ماقولہم رحمہ اللہ تعالیٰ اس مسئلہ میں کہ پٹھان لڑکے اور سید لڑکی سے نکاح جائز ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب..... مسائل مظہر کہ لڑکی جو ان ہے اور اُس کا باپ زندہ دونوں کو معلوم ہے کہ یہ پٹھان ہے اور دونوں اس عقد پر راضی ہیں باپ خود اس کے سامنے میں ہے جب صورت حال یہ ہے تو اس نکاح کے جواز میں اصلاً شبہ نہیں۔

کما نص علیہ فی رد المختار وغیرہ من الاسفار واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ رضویہ، ج ۵، ص ۲۸۷)

فتویٰ ۷..... (مسئلہ)

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسائل ذیل میں براہ کرام جواب سے مع دلائل نقلی کے مشرف و ممتاز فرمائیں:-

۱..... ایک عورت جو نبأ سید ہے اس سے کسی شخص نے جو نبأ سید نہیں ہے نکاح کیا تو لوگ اس کو کافر کہتے ہیں آیا یہ شخص کافر ہوا یا نہیں اور اگر نہیں ہوا تو کہنے والوں پر شریعت کا کیا حکم ہے۔

۲..... عورت بالغہ جو نبأ سید ہے باکرہ ہو یا مطلقہ کسی شخص سے جو نبأ سید نہیں نکاح کرے تو جائز ہوگا یا نہیں۔

۳..... مرد غیر سید نے سیدہ عورت سے نکاح کیا اور اگر وہ نکاح جائز ہوا تو جو اولاد کہ اس سے پیدا ہوگی وہ نبأ سید کہلائے گی یا کہ نہیں۔ بینوا تو جروا

الجواب.....

۱..... ماشاء اللہ اسے کفر سے کیا علاقہ، کافر کہنے والوں کو تجدید اسلام چاہئے کہ بلاوجہ مسلمان کو کافر کہتے ہیں۔ امیر المؤمنین مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے اپنی صاحبزادی ام کلثوم کہ یطین پاک حضرت بتول زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے، امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح میں دیں۔ اور ان سے زید بن عمر پیدا ہوئے اور امیر المؤمنین عمر نبأ سادات سے نہیں۔

۲..... سیدہ عاقلہ بالغہ اگر ولی رکھتی ہے تو جس کفو سے نکاح کرے ہو جائے گا اگرچہ سید نہ ہو مثلاً شیخ صدیقی یا فاروقی یا عثمانی یا علوی یا عباسی ہو اور غیر کفو سے بے اجازت صریحہ ولی نکاح کرے گی تو نہ ہوگا۔ جیسے کسی شیخ انصاری یا مغل پٹھان سے مگر جبکہ وہ معزز عالم دین ہو۔

۳..... جب باپ سید نہ ہو اولاد سید نہیں ہو سکتی اگرچہ ماں سیدانی ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ رضویہ، ج ۵، ص ۲۹۹)

فتویٰ ۸..... (مسئلہ)

شرع شریف کی رو سے رذالت اور شرافت قوم پر منحصر ہے یا نہیں؟ بینو اتو جروا

الجواب..... شرع شریف میں شرافت قوم پر منحصر نہیں اللہ عزوجل فرماتا ہے: **ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم** تم میں زیادہ مرتبہ والا اللہ کے نزدیک وہ ہے جو زیادہ تقویٰ رکھتا ہے۔ ہاں دربارہ نکاح اس کا ضرور اعتبار رکھا ہے کہ باپ دادا کے سوا کسی ولی کا اختیار نہیں کہ نابالغ لڑکی کا نکاح کسی غیر کفو سے کر دے جس سے اس کی شادی عرف میں باعثِ ننگ و عار ہو۔ اگر کر دے گا نکاح نہ ہوگا۔ عاقلہ بالغہ عورت کو اجازت نہیں کہ بے رضامندی صریح اولیاء اپنا نکاح کسی غیر کفو سے کرے اگر کرے گی تو نکاح نہ ہوگا۔

والمسائل معروفة فی کتب المذهب جميعاً واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم (فتاویٰ رضویہ، ج ۵، ص ۲۹۴)

فتویٰ ۹..... (مسئلہ)

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہندہ کو یہ یقین دلا کر کہ تمہارا نکاح شوہر محمود جو نجیب الطرفین اور تمہارا کفو ہے سے کرایا گیا ہے لیکن ہندہ کو بعد نکاح ثابت ہوا کہ شوہر یعنی محمود غیر کفو ہے پس ایسی حالت میں نکاح فسخ ہو سکتا ہے یا نہیں؟ یا غیر کفو ہونے کی حالت میں نکاح فسخ ہی مانا جائے۔ ہندہ بالغہ ہے۔ بینو اتو جروا

الجواب..... جبکہ ہندہ بالغہ ہے اور نکاح غیر کفو سے ہوا اور زید پدر ہندہ نے قبل نکاح اسے غیر کفو جان کر اس سے نکاح کی اجازت نہ دی تو نکاح سرے سے ہوا ہی نہیں، فسخ کی کیا حاجت۔

درمختار میں ہے: **و یفتی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلاً بلا رضا ولی بعد معرفتہ ایاہ**

مگر غیر کفو کے معنی شرعاً یہ ہیں کہ مذہب یا نسب یا پیشہ یا چال چلن میں ایسا کم ہوا کہ اس کے ساتھ اس کا نکاح اس کے اولیاء کیلئے باعثِ ننگ و عار ہو نہ کہ بعض جاہلانہ خیالات پر۔ بعض عوام میں دستور ہے کہ خاص اپنے ہم قوم کو اپنا کفو سمجھتے ہیں دوسری قوم والے کو اگرچہ اُن سے کسی بات میں کم نہ ہو غیر کفو کہتے ہیں اس کا شرعاً لحاظ نہیں جیسے شیخ صدیقی ہو وہ شیخ فاروقی کو اپنا کفو نہ سمجھے حالانکہ حدیث میں ہے **قريش بعضهم لبعض اكفاء** روا المختار میں ہے **فلو تزوجت هاشمية قريشياً غير هاشمي لم يرد عقدھا** ہاشمی خاتون اگر قریشی غیر ہاشمی سے نکاح کرے تو یہ نکاح رد نہیں ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ رضویہ، ج ۵، ص ۳۰۰)

۱۔ یہاں سے معلوم ہوا کہ بہت ہی گھٹیا نسب والے عالم دین کو سیدہ یا قریش کا کفو شرع نے تسلیم نہیں کیا ہے مثلاً ڈوم چمار وغیرہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

آپ کا کیا قول ہے اس بارے میں کہ عجمی عالم دین سیدہ کا کفو ہے یا نہیں؟ اللہ آپ پر رحم فرمائے۔ بیواہند الکتاب توجروا یوم الحساب

الجواب..... ہاں جب کہ وہ عالم دین صحیح العقیدہ پرہیزگار ہو (تو وہ سیدہ کا کفو ہے) کیونکہ علم دین کی شرافت نسب کی شرافت پر فوقیت رکھتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **یرفع اللہ الذین امنوا منکم والذین اوتوا العلم درجات ط اللہ تم میں سے جو مومن ہیں ان کو اٹھاتا ہے اور جن کو علم دیا گیا انہیں درجات بلند فرماتا ہے۔**..... اور فرماتا ہے **قل هل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون ط** آپ فرمادیں کیا علم والے اور جاہل برابر ہیں۔..... امام کردری کی کتاب الوجیز میں ہے عجمی عالم دین عربی اُن پڑھ کا کفو ہے کیونکہ علم کا شرف اقویٰ وارفع ہے اور اسی طرح فقیر عالم دین عربی غنی اُن پڑھ کا کفو ہے اور اسی طرح عالم دین غیر قریشی اس قریشی اور علوی کو کفو ہے جو اُن پڑھ ہے۔ اور کتاب فتح القدیر اور نہر الفائق وغیرہا میں امام قاضی خان سے منقول ہے عجمی عالم دین جاہل کفو ہے اور وہ سیدانی کا بھی کفو ہے۔ کیونکہ علم کا شرف نسب کے شرف پر فوقیت رکھتا ہے۔ **وفی النہر والذر جزم بہ البزازی وارتضاه الکمال وغیرہ والوجہ فیہ ظاہر الخ**

اور رد المحتار میں علامہ خیر الدین رملی سے وہ مجمع الفتاویٰ سے وہ محیط سے نقل فرماتے ہیں کہ عالم دین سیدانی کا کفو ہے کیونکہ (علم) کا شرف نسب کے شرف سے اقویٰ ہے..... **قال و ذکر ایضاً یعنی الرملى انه جزم به فى المحيط والبزازی والفیض و جامع الفتاوى والدر الخ و تمام تحقیقہ فیہ فتاویٰ الخیر یہ لنفع البریہ میں ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا ہے کہ علماء کیلئے مومنین پر سات سو درجے ہیں ان میں سے ہر دو درجوں کی درمیانی مسافت پانچ سو سال کی راہ ہے اور یہ مجمع علیہ بات ہے اور کتب علم میں عالم دین کو قریشی پر مقدم رکھا گیا ہے اور اللہ نے بھی یہ آیت کریمہ **قل هل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون** میں قریشی اور غیر قریشی کے درمیان کوئی فرق ذکر نہیں فرمایا۔**

قلت اور ہم نے عالم دین میں صحیح العقیدہ پرہیزگار ہونے کی قید لگائی ہے کیونکہ وہی حقیقۃً عالم دین ہوتا ہے جو صحیح العقیدہ دیندار ہو ورنہ بد مذہب علمائے سوء تو جاہلوں سے بدتر ہیں کیونکہ بد مذہب شخص کی جہالت جہل مرکب ہوتی ہے اور یہ جلاہت سب سے زیادہ بری ذلیل ہے اور اس جہالت والا شخص دارین میں زیادہ حقارت اور ذلت والا ہوتا ہے چھوٹے بد مذہب حیوانوں کی طرح بلکہ ان سے بھی گمراہ ہوتے ہیں اور ان کے بڑے کتوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ ذلیل۔ امام دارقطنی نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت بیان کی ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: **اہل البدع کلاب اہل النار** بد مذہب دوزخی لوگوں کے کتے ہیں اور ابوحاتم کی روایت کے لفظ یہ ہیں: **اصحاب البدع کلاب اہل النار** بدعتی لوگ دوزخ کے رہنے والوں کے کتے ہیں اور ابوفعیم کی روایت کے لفظ اس طرح ہیں: **اہل البدع شر الخلق والخلقۃ** بد مذہب سب سے بری مخلوق ہیں۔

علماء فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں خلق سے مراد انسان اور خلقیۃ سے حیوانات ہیں۔ تسال اللہ السلامة والعفو والعافیۃ

اقوال..... عالم دین میں یہ قید لگانا بھی ضروری ہے کہ اس کا نسب انتہائی درجہ کا گھٹیا معروف و مشہور نہ ہو۔ جیسا کہ جولاہا، رنگریز، موچی، تائی وغیرہم کیونکہ اولیاء کو تنگ و عار ہونے کا دار و مدار شہروں کے عرف پر ہے جیسا کہ اس بات کی تصریح بڑے بڑے علماء نے فرمائی ہے۔ امام محقق علی الاطلاق فتح القدیر میں فرماتے ہیں: **ان الموجب هو استنقص اهل العرف** **فیہ ورمعہ** ۱۔ یعنی عدم کفایت میں اہل عرف کے ناقص جاننے پر دار و مدار ہے پس اہل عرف کے خیال پر حکم کیا جائے گا۔ اور رد المحتار میں ہے: **قد علمت ان الموجب هو استنقص اهل العرف فیہ ورمعہ** تو جان چکا ہے کہ عدم کفایت کا دار و مدار عرف پر ہوتا ہے تو عرف پر ہی حکم دائر کیا جائے گا۔ پس اس بناء پر اگر کوئی حاکم وقت ہو یا اس کا ملازم اور وہ مال مروت اور جاہ و حشم والا ہو تو اگرچہ وہ لوگوں کے مال ناحق کھاتا ہو اس کے نکاح میں عورت وہ عار محسوس نہیں کرے گی جو کسی جولاہے یا رنگریز وغیرہما کے نکاح میں محسوس کرے گی کیونکہ کفایت میں نقصان اور رفعت کے بارے میں اعتبار دنیاوی باتوں کا ہے۔ **ولا شك ان العلویة فی بلادنا لا تتعیر بالا فاغنة والمخول المحلین بحلیۃ العلم والفضل فانہم فی انفسہم یعدون ہنامن الشرفاء الانجاب فاذا انضاف الی ذلك فضل العلم جبر نقص نسبہم بالنسبة الی العلوی بخلاف الحاكمة والحلاقین وامثالہم فان التعیر لہم لا یزول بعلمہم** اور اس بات میں کوئی شک نہیں کہ ہمارے ہندوستانی شہروں میں سیدانی مغلوں اور پٹھانوں کے نکاح میں کوئی عار محسوس نہیں کرے گی جبکہ وہ علم و فضل کے زیور سے آراستہ ہوں گے۔ کیونکہ یہ لوگ بذات خود شرفاء میں شمار کئے جاتے ہیں پھر جب ان کے نسبی شرف کے ساتھ شرف علم شامل ہے تو انکے اس نسبی نقصان کا جبر ہو جائیگا جو سید کی نسبت سے ان میں موجود تھا بخلاف جولاہوں نانیوں وغیرہم کے کہ اگرچہ یہ لوگ علمائے دین بن جائیں انکا نسبی نقصان انکے فضل و علم کے شرف سے دور نہیں ہوتا اور باوجود عالم دین ہونے کے ان کے نکاح میں سیدانی عار محسوس کرے گی۔

اللہم الا اذا تقادم العهد وتناساہ الناس وظہر لہم الوقع فی القلوب والعظم فی العیون

بحیث لم یبق العار لبناۃ الکبار وذلک قلیل جداً فی ہذہ الامصار بل لا یکاد یوجد

عنہ الاعتبار ومن عرف المدار عرف ان الحکم علیہ یدار فافہم

ہاں اگر یہ لوگ اپنا پیشہ ترک کر دیں اور مدت مدید گزرنے کی وجہ سے لوگوں کے دلوں میں ان کی عزت اور ان کی نظروں میں ان کی وقعت پیدا ہو جائے کہ شرفاء کی بچیاں ان کے نکاح میں عار محسوس نہ کریں تو پھر ان کے نقصان نسب کا جبر بھی ان کا فضل علم سے ہو جائے گا اور یہ شرفاء کے کفو بن جائیں گے مگر یہ بات ہمارے علاقوں میں بہت ہی نادر الوجود ہے۔ بہر حال کفایت یا عدم کفایت کا اعتبار عرف و عادیۃ الناس پر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ رضویہ، ج ۵، ص ۲۹۱)

الحمد للہ! اعلیٰ حضرت امام اہلسنت علیہ الرحمۃ کے ان دس فتاویٰ مبارکہ سے سیدانی سے غیر سید کے نکاح کے مسئلہ کی جملہ صورتوں کا شرعی حکم معلوم ہو گیا ہے۔ اعلیٰ حضرت نے ان فتاویٰ مبارکہ میں جو کچھ لکھا ہے کہ فقہ حنفی کی معتبر کتب مبارکہ مثلاً درمختار، رد المحتار، خانیہ، خیریہ، عالمگیری، بحر الرائق اور فتح القدیر وغیرہما من الاسفار میں بیان کردہ مثبتی بہ قول کے مطابق لکھا ہے ان فتاویٰ مبارکہ کا خلاصہ یہی ہے کہ اس نکاح کی صحت و عدم صحت میں اعتبار کفائت و عدم کفائت کا ہے، سید غیر سید ہونے کا نہیں، پس جو نکاح غیر سیدانی کے حق میں صحیح ہے وہ سیدانی کے حق میں بھی صحیح ہے اور جو غیر سیدانی کے حق میں صحیح نہیں وہ سیدانی کے حق میں بھی صحیح نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے فتویٰ مبارک کی تصدیق عالم اسلام کے علماء و فقہاء سے بھی ہوتی ہے۔

فہرست مصدقین فتویٰ مذکورہ

علمائے مدینۃ منورہ	علمائے مکہ معظمہ
مولانا مفتی تاج الدین مفتی الحنفیہ	مولانا محمد صالح ابن المرحوم ابوالاسہ
مولانا السید احمد البحراری	صدیق کمال الحقی مکہ المکرمہ
مولانا الشیخ خلیل بن ابراہیم الخریوطی	غلام مصطفیٰ المہاجر بالحریم المکی
مولوی محمد حافظ بخش مدرس	آدم بن جمیری مکی
مولوی فضل المجید صاحب	عبدالرزاق القادری الحقی المکی
مولوی فضل احمد صاحب	عثمان بن عبدالسلام داعستانی حافظ
مولوی نور الدین صاحب	کتب الحرم مکی
احمد عباسی	سید اسماعیل بن خلیل
حضرت مولانا عمر بن ابی بکر باجنیدی	مولانا محمد یوسف المدرس
مولانا الشیخ عبدالرحمن الدھان	بالحریم المکی
مولانا الشیخ عبدالکریم	احمد المکی الحقی الجبشی
مولانا الشیخ اسعد بن احمد	الصابری الادادی
مولانا جمال بن محمد حسین	محمد یوسف المدنی
مولانا الشیخ بن محمد بن احمد	محمد سعید الادیب المدنی
	مولانا جمال بن محمد حسین
	مولانا عمر بن حمدان
	مولانا الشیخ محمد المدرس
	بالحریم الخفاری
	مولانا السید عباس بن السید خلیل شیخ
	الدلائل مولانا السید محمد بن محمد المدنی
	مولانا الشیخ الفاضل عبدالقادر
	مولانا السید الرزقی مفتی

فہرست مصدقین علمائے پاک و ہند

علمائے بریلی شریف	علمائے دہلی
الجواب صحیح امام اہل سنت و جماعت مجدد دین و ملت حاضرہ مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)	سید محمد ابراہیم صاحب
مولانا حامد رضا خان صاحب بریلوی ابن اعلیٰ حضرت	مولوی محمد یعقوب صاحب
مولانا امجد علی صاحب بہار شریعت	محمد کرامت اللہ صاحب
مولانا مصطفیٰ رضا خان صاحب بریلی	علمائے بدایوں
مولانا محمد ظہور الحسنین صاحب فاروقی مدرس مدرسہ اہل سنت و جماعت بریلی	مولانا عبدالمقتدر قادری
مولوی محمد عبدالرشید صاحب مدرس	قاضی و مدرس اول مولوی محبت الرسول صاحب
مولوی محمد خلیل اللہ خاں بریلوی	مولوی سید جلال صاحب موضع ملبہو
مولوی سلطان احمد صاحب بریلوی	مولوی سید زیور علی شاہ صاحب ابا بکر
مولوی محمد یوسف جلالیہ	مولوی محمود شاہ صاحب یسین کلاں
مولوی عبدالحق صاحب جلالیہ	مولوی عبدالمالک صاحب یسین کلاں
مولوی سعد الدین صاحب جلالیہ	مولوی عبداللہ جان صاحب جلالیہ
مولوی شہاب الدین صاحب اخوندزادہ غور غشتی	مولوی عبد الرؤف صاحب جلالیہ
	مولوی سید حبیب شاہ صاحب قاضی پوری
	مولانا سید جناب پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑا ضلع راولپنڈی

علمائے رامپور ریاست

الجواب صحیح..... مولانا مولوی فضل حق صاحب مدرس اوّل۔

نوٹ..... یہ مولانا بزرگ حضرت شیخ الجامعہ بہاولی علامہ غلام محمد گھوٹوی کے استاد مکرم ہیں۔

مولوی احمد امین صاحب	مولوی محمد یوسف صاحب
مولوی معز اللہ خان صاحب	مولوی سیادت حسن صاحب
مولوی نظر الدین صاحب	مولوی عبدالعلی صاحب
مولوی وزیر محمد خان صاحب	مولوی حافظ عنایت اللہ خان صاحب
مولوی افضل صاحب	مولانا الطف اللہ صاحب
مولوی رشید الدین صاحب	مولوی فضل اللہ صاحب
مولوی گل احمد صاحب	مولوی نظام الدین صاحب مدرس
مولوی محمد احمد صاحب	مولوی قمر الدین صاحب
مولوی سید غلام رسول صاحب	مولوی معین الدین صاحب
مولوی اشفاق صاحب	مولوی مولوی محمد طیب صاحب
مولانا مولوی منور علی صاحب محدث	مولوی شاہ زمان صاحب
مولانا مولوی حافظ وزیر صاحب ادیب	قاضی حامد شاہ صاحب
مولوی سعید احمد صاحب	مولوی السید علی صاحب
مولوی حامد حسین صاحب	قاری صاحب علامہ عالیہ
مولوی محمد امانت اللہ صاحب	مولوی فیاض الدین صاحب
میاں خواجہ احمد صاحب	پیارے خان صاحب
مولوی محمد ایداد اللہ صاحب	مولوی عبدالوہاب صاحب
مولوی واحد حسن صاحب	مولوی واحد نور صاحب

مولوی نعیم الدین صاحب	مولوی محمد نبی صاحب
مولوی قمر الدین صاحب	مولوی عبدالرشید خان صاحب
مولوی نعیم اللہ خان صاحب	مولوی محمد اعجاز حسین صاحب
مولوی محمد قاسم علی صاحب	محمد شریف احمد صاحب
مولوی حبیب شاہ صاحب	علمائے علاقہ چچہ وغیرہ ضلع کمپلپور اٹک
مولوی محمد علی صاحب	مولوی غلام ربانی صاحب شمس آبادی
مولوی عبدالکحیم صاحب	مولوی حافظ سبحانی صاحب شمس آبادی
مولوی خلیل اللہ صاحب	مولوی تصدق حسین صاحب
مولوی سید احمد صاحب	معروف لعل شاہ مولوی شمس آبادی
مولوی عبدالوہاب صاحب	مولوی سید شاہ ولایت صاحب شمس آبادی
مولوی غلام محی الدین صاحب	مولوی فضل الرحیم صاحب حاجی شاہی
مولوی نور احمد صاحب	مولوی برہان الدین صاحب
مولوی مقرب علی صاحب	مولوی سید رسول صاحب کاپلوری
مولانا مولوی سلامت اللہ صاحب	مولوی تور ملان صاحب
مولانا مولوی ظہور الحسن صاحب	مولوی غازی صاحب گولڑہ
مولوی محمد جمیل حسن صاحب	ماخوذ از - حق الايضاح فی شرطیۃ الکقول للزکاح
مولوی میاں محمد جمیل حسن صاحب	مولفہ قاضی غلام گیلانی
مولوی عبدالواحد صاحب	(اشتہار علامہ سندیلوی صاحب)

	مفتی عبدالقادر صاحب
	مولوی مٹلّاں عالم اخوندزادہ
	مولوی عبداللہ جی صاحب دامان
	مولوی سید پیر عباس صاحب کہڈ
	مولوی احمد الدین صاحب برہان
	مولوی محمد یوسف صاحب سکنہ موسیٰ
	مولوی میاں محمد شاہ صاحب موضع غور غشتی
	مولوی محمد گل صاحب ساکن پنڈہ
	مولانا مولوی جناب مستطاب حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑہ

غیر مجوزین نکاح سیدہ بہ غیر سید

مولانا سند بریلوی صاحب نے فرمایا کہ سیدزادی کے غیر سید سے نکاح حرام و ناجائز ہونے کی نسبت پنجاب کے دو بزرگوں یعنی شیخ العرب والجم حضرت امیر ملت پیر جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور اعلیٰ حضور حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف کی جاتی ہے۔

۱..... حضرت امیر ملت کی تو تحریر یا فتویٰ میری نظر سے نہیں گزرا۔ کئی اہل قلم سے پوچھا، سب نے لاعلمی کا اظہار کیا۔ بعض نے ان کے جوالفاظ روایت کئے وہ اتنے بازاری قسم کے ہیں کہ عام آدمی بھی سیدزادی کیلئے استعمال نہیں کر سکتا۔ میری زبان و قلم کو اس کا یارا نہیں، اور یہ یقین ہے کہ حضرت امیر ملت عالم و فاضل اور متبع شریعت کی زبان سے ایسے الفاظ نہیں نکلے ہوں گے۔

۲..... اعلیٰ حضور حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فتاویٰ تو آپ کے فتاویٰ میں اس قسم کا ایک فتویٰ ہے جو کہ جعلی ہے اس کے جعلی ہونے کیلئے یہی کافی ہے کہ اس پر حضور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ گولڑوی کے دستخط جعلی ہیں۔ جب کوئی شخص جعل سازی کرتا ہے تو وہ کتنا ہی ماہر کیوں نہ ہو، کوئی نہ کوئی جعل سازی کا نشان چھوڑ جاتا ہے۔ صاحب بصیرت لوگ اسے سمجھ جاتے ہیں۔ یہاں بھی ایسے ہی ہوا۔ حضرت پیر صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فتویٰ پر دستخط کرتے وقت بقلم خود لکھتے ہیں۔ لیکن اس فتویٰ پر بقلم خود نہیں۔ پوری ہوشیاری کے باوجود الحاق کرنے والا اس سے باخبر رہا۔

اگر بالفرض اس کو حضرت پیر صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ہی فتویٰ مان لیں۔ تب بھی اس سے سیدزادی کا غیر سید سے نکاح حرام و ناجائز ثابت نہیں ہوتا (العیاذ باللہ) اس سے صرف اس قدر ثابت ہوتا ہے کہ ولی کی رضا کے بغیر غیر کفو میں نکاح صحیح نہیں۔ فقہی اعتبار سے یہ درست ہے۔

اول الذکر بزرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے متعلق سے صرف مولانا مفتی غلام رسول صاحب نے کچھ لکھا تھا۔ لیکن علماء مشائخ نے انہیں کسی قطار میں شمار نہ کیا اس لئے کہ ان کی تحریر مبنی برحقائق نہ تھی۔ مولانا احمد حسین قاسم الحیدری صاحب نے ایک پمفلٹ شائع فرمایا ہمام مسئلہ کفائت میں اعلیٰ حضرت کا موقف..... اس میں انہوں نے مولانا غلام رسول صاحب کے بارے میں لکھا۔

ایک شبہ کا ازالہ

مفتی غلام رسول مدرس دارالعلوم نقشبندیہ علی پور شریف اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ان فتاویٰ کے بارے میں لکھتے ہیں اگر سائل کہے کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی تو فرماتے ہیں کہ غیر سید کا نکاح سیدہ کے ساتھ ہو سکتا ہے، جواب یہ ہے کہ پہلے تو یہ عبارت ہی الحاقی معلوم ہوتی ہے کیونکہ اس مسئلہ میں کوئی دلیل معتبر بلکہ بالکل یہ دلیل ہی بیان نہیں کی گئی۔ باوجودیکہ مفتی یہ قول قاضی خان اور امام سرخسی کا گزر چکا ہے کہ غیر کفو میں نکاح نہیں ہو سکتا اور ابن حجر کی تحقیق بھی یہی ہے کہ نکاح منعقد نہیں ہوتا۔ پھر اعلیٰ حضرت مفتی یہ قول کو ترک کر کے مرجوع قول پر کیسے فتویٰ دے سکتے ہیں۔ لہذا یا تو یہ انتساب اعلیٰ حضرت کی طرف غلط ہے اور عبارت الحاقی ہے یا بوقت ضرورت جزوی صورت مراد ہے جبکہ تمام اولیاء کو ننگ و عار نہ ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ تفقہاتِ نظیہ سے ہو جو کہ امور مذہبیہ میں قابل اعتماد نہیں ہے دیگر مرویات جو کہ ہیں ان کا مطلب بھی یہی ہے کہ ضرورت شرعیہ و عدم استتفاص اولیاء کل جب ہو تو باحی صورت ہے۔ جس کا تعلق مستثیات سے ہے جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیوں کا نکاح وحی اور الہام پر مبنی تھا اور یہاں پر استتفاص اولیاء بھی نہ تھا اور ضرورت بھی پیش نظر تھی۔ اگر کہیں ضرورت شرعیہ اور تمام ولیوں کیلئے عیب و عار بھی نہ ہو۔ اگر ایسے مخصوص حالات میں کوئی جزوی صورت متحقق ہو جائے تو اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ وہ ضابطہ اور کلیہ ہے بلکہ ایک خاص اور استثنائی صورت ہے جس میں اصل بحث سے کسی قسم کا کوئی لگاؤ اور تعلق نہیں۔ اعلیٰ حضرت کی عبارت کا بھی یہی مفہوم اور مصداق ہے۔ ورنہ ناموس رسالت اور عاشق رسول نہایت درجہ مفتی اور پرہیزگار سے ایسے اقوال کا صادر ہونا عمل اور علم کے درمیان تضاد کے سوا کچھ نہیں۔ اتنی عظیم شخصیت سے تضاد بھی ناممکن ہے تو پھر لازماً الحاقی صورت ہوگی یا مخصوص صورت اور استثنائی ہوگی۔ اھ بلفظہ التمام۔ (فتاویٰ جماعیہ، ص ۲۵۱)

اقول..... مفتی صاحب کی یہ سب باتیں من گھڑت ہیں مقام تعجب ہے کہ اعلیٰ حضرت کے فتاویٰ مبارکہ میں معتبر کتب فقہ حنفی کے جو حوالہ جات پیش کئے گئے ہیں وہ مفتی صاحب کو نظر ہی نہیں آئے اور آنکھیں بند کر کے لکھ دیا کیونکہ اس مسئلہ میں کوئی دلیل معتبر بلکہ بالکل یہ دلیل ہی بیان نہیں کی گئی۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ منہ ثانیاً..... اعلیٰ حضرت کی یہ تحقیق کتب فقہ حنفی میں سے معتبر کتب مبارکہ کے عین مطابق واقع ہوئی ہے مگر مفتی صاحب اسے الحاقی یا مخصوص و استثنائی صورت کے متعلق قرار دے رہے ہیں۔ والی اللہ المشتکی ثالثاً..... امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روایت کو مفتی صاحب نے دیکھا سمجھا ہی نہیں اس لئے امام قاضی خان اور امام سرخسی کی طرف مطلقاً عدم جواز کا قول منسوب کر بیٹھے ہیں حالانکہ اس روایت کا مفہوم یہ ہے کہ بالغ نے غیر کفو سے ولی اقرب کی رضائے صریح کے بغیر نکاح کیا ہو تو یہ نکاح اصلاً صحیح نہیں اور اگر اس نے رضائے صریح حاصل کرنے کے بعد کیا تو اس کی صحت میں اصلاً شبہ نہیں ہے۔ رابعاً حنفی مذہب چھوڑ کر شافعی المذہب ایک بزرگ امام ابن حجر کے قول کو اختیار کرنا

مفتی صاحب کی سرار غلطی ہے۔ خامساً سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادیوں کے جو نکاح حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے کیے ان کو مفتی صاحب نے ضرورتِ شرعیہ پر محمول بتایا۔ بالفرض اگر یہ نکاح ضرورتِ شرعیہ کی بناء پر ہوئے تھے تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ لکرم نے اپنی سیدزادی ام کلثوم کا جو نکاح حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی درخواست پر ان سے کیا تھا وہ کس شرعی ضرورت کی بناء پر تھا۔ سادساً جب شرع شریف نے قریش کے سب قبیلوں کو کفو قرار دیا ہے تو پھر سادات کی بچیوں کے غیر سید قرشیوں سے نکاح میں شرعاً تنگ و عار موجود ہی نہیں اس لئے اس کو ناجائز قرار دینا مفتی صاحب کی شرع شریف پر کتنی سخت جرأت مندی ہے۔

بہر حال اعلیٰ حضرت کے یہ فتاویٰ مبارکہ الحاقی نہیں اور نہ کسی مخصوص و استثنائی صورت کے متعلق ہیں بلکہ اہل شرعی قانون ہیں۔ اللہ تعالیٰ حق قبول کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین

ایک اور شبہ کا ازالہ

مفتی غلام رسول صاحب مذکور مزید لکھتے ہیں۔ اولاً تو اس حدیث **قریش بعضهم لبعض اکفاء** کی محدثین نے تضعیف کی ہے اگر اس کی صحت ثابت ہو جائے تو عام مخصوص عند البعض ہے جیسا کہ ابن حجر نے کہا ہے کہ یہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خصوصیات سے ہے کہ آپ کی اولاد کا کوئی ہم کفو نہیں ہے۔

اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ اگر بالفرض محدثین نے اس حدیث کی تضعیف کی ہے تو اسی حدیث کو ہمارے فقہائے حنفیہ نے اپنی کتب مبارکہ میں مسئلہ کفائت بین قبائل قریش کی دلیل بنایا ہے۔ پس یہ حدیث تلقی امت بالقبول کی وجہ سے ضعف سے نکل گئی ہے اور امام ابن حجر کا ارشاد ہم احناف کیلئے قابل قبول نہیں کیونکہ یہ ہمارے مذہب کے خلاف ہے۔ اس حدیث کے ضعف کے ازالہ کی تحقیق فقیر آگے چل کر مفصل عرض کرے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

خلاصہ فتاویٰ رضویہ

۱..... اعلیٰ حضرت کے فتاویٰ مذکورہ کا خلاصہ یہ ہے کہ متاخرین حنفی فقہائے کرام کا فتویٰ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی اس روایت پر ہے جو ان کے شاگرد حضرت امام حسن نے روایت کی اس مفتی بہ روایت کی بناء پر اگرچہ غیر کفو سے نکاح کے متعلق فتویٰ اصلاً عدم صحیح نکاح پر ہے لیکن یہ اس شرط کے ساتھ مشروط ہے کہ نکاح سے پہلے ولی اقرب نے مرد کے غیر کفو ہونے کو جانتے ہوئے اس نکاح پر اپنی صریح رضامندی ظاہر نہ کی ہو اور اگر عدم کفایت کو جاننے کے بعد اس نے خود نکاح کرایا ہے، یا بالقد نے خود اس کی صریح رضامندی حاصل کرنے کے بعد کیا ہے تو یہ نکاح صحیح ہے ولہذا مطلقاً سیدہ سے غیر سید کے نکاح کی شدید حرمت پر فتویٰ کا قول کرنا درست نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲..... چونکہ متاخرین علمائے حنفیہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ مفتی بہ روایت امام حسن کی روایت ہے اس لئے ان کے مقابلہ میں مطلق اباحت یا مطلب حرمت کا قول کرنے والے کسی آج کل کے بعض کے قول کی کوئی اہمیت نہیں کہ تضاد ثابت ہو اور اسے دور کرنے کی کوشش میں حرمت والے قول کو اہل قانون اور حلت ثابت کرنے والے قول کو محض قول کہا جائے۔

۳..... امام حسن کی مفتی بہ روایت پر غیر کفو میں نکاح دو صورتوں میں منقسم ہے ایک صورت میں صحیح ہے دوسری میں باطل ہے ولہذا ہر صورت پر اس کا اپنا حکم عائد کیا جائے گا۔ آج کل کے مولویوں نے غیر کفو میں نکاح کے مطلقاً حرام ہونے کا جو قول کیا ہے یہ شرعی احتیاط نہیں بلکہ شریعت پاک کے صریح خلاف ہے کیونکہ یہ قول صرف غیر سید و سیدہ کے نکاح ہی کو حرام ثابت نہیں کرتا بلکہ ہر قوم کے اس نکاح کو حرام ثابت کرتا ہے جو غیر کفو میں کسی بھی صورت میں ہوا ہو۔ (رسالہ کفایت علامہ الحیدری صاحب)

اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت امام احمد محدث بریلوی قدس سرہ کی تحقیق کے بعد کسی بھی مفتی کی گنجائش نہیں کیونکہ آپ کی فقہیت کا اعتراف نہ صرف انہوں کو ہے بلکہ بیگانے بھی آپ کی فقہیت کے گن گاتے ہیں اور آپ کی فقہیت کا چرچا نہ صرف خطہ ہندو پاکستان تک محدود ہے بلکہ عالم اسلام کے چوٹی کے فقہاء اور اہل افتاء آپ کی فقہی مہارت و صداقت پر رطب اللسان ہیں۔

تفصیل کیلئے دیکھئے تصانیف ماہر رضویات پروفیسر ڈاکٹر علامہ محمد مسعود احمد صاحب (مدظلہ) کراچی

ٹیڈی مجتہدین

ہاں ٹیڈی مجتہدین اپنی ہواؤ ہوس کی پیاس کیلئے آپ کی تحقیق کے خلاف کر رہے ہیں لیکن تجربہ شاہد ہے کہ جس نے اعلیٰ حضرت کی تحقیق کے خلاف کچھ لکھا تو ہزاروں ٹھوکریں کھانے کے بعد یا تو صحیح راستہ پر آ جاتا ہے یا پھر اپنے انجام غلط کے انتظار میں ہے۔

حاسدین

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رضی اللہ عنہ کے حاسدین کی بھی کمی نہیں لیکن اکثر تو دبے دبے رہتے ہیں ان میں جو کھل کر میدان میں آتے ہیں ان کا انجام بھی برا نکلتا ہے ان میں ایک محمود شاہ حویلیاں (سرحد) بھی ہے اس نے اس مسئلہ میں اعلیٰ حضرت کی خلاف بہت زہرا لگا ایک نمونہ ملاحظہ ہو۔ وہ لکھتا ہے کہ ایک صاحب (احمد رضا) نام لینے کی عادت نہیں ان کا سلام ہر مسجد، ہر بزم، ہر اسلامی تقریب میں پڑھا جاتا ہے یعنی **مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام**، اس کی تردید میں مولانا اصغر علی اصفہانی لاہور لکھتے ہیں مگر موصوف اپنی کتاب میں لکھتے ہیں سنی کی بیٹی کا نکاح وہابی کی بیٹی سے نہیں ہوتا بلکہ ایسے ہے جیسے کتے کے گھر میں بیاہی گئی۔ مگر سیدانی کا نکاح..... معترض صاحب حسد میں اس قدر جل چکے ہیں کہ انہیں معلوم نہیں کہ میرے قلم سے کیا کچھ لکھا جا رہا ہے۔ اول فرماتے ہیں نام لینے کی ضرورت نہیں۔ پھر اس کی وہ صفت بیان کرتے ہیں جو پوری دنیا میں پھیل چکی ہے اور خود ہی اس بات کا اقرار فرماتے ہیں کہ ان کا سلام ہر مسجد، ہر بزم، ہر اسلامی تقریب میں پڑھا جاتا ہے اگر تقریباً لکھ دیتے تو ان کی اپنی تقریب مستثنیٰ ہو جاتی لیکن وہ اس بات کے اقراری ہیں کہ ان کی اپنی محفل میں بھی پڑھا جاتا ہے۔ بہر حال سیدہ کے نکاح پر گفتگو ہو چکی۔

اب رہا ان کا فرمانا ذرا غور سے ان کا فقرہ ملاحظہ ہو..... سنی کی بیٹی کا نکاح وہابی کی بیٹی سے نہیں ہوتا۔ قارئین کرام! کیا عورت کا نکاح عورت سے ہوتا ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عورت کا عورت سے فعل کرنا اور مرد کا مرد سے فعل کرنا یعنی فاعلہ مفعولہ، فاعل اور مفعول سب پر لعنت فرمائی ہے۔ اعلیٰ حضرت بھلا اسکی اجازت کیسے دیتے۔ ایک شریف آدمی اس فعل کی اجازت نہیں دیتا۔ ہاں سنی لڑکی کا نکاح وہابی یا کسی بد مذہب مرد سے کرنا کیسا ہے۔ اس پر لکھنے کی ضرورت نہیں **ان اکرمکم عند اللہ اتقکم** پہلے ایمان لانے کا حکم ہے۔ ایمان میں تمام عقائد شامل ہیں جو تو حید اور رسالت کے متعلق ہیں بلکہ حشر نشر ملائکہ، کتب قیامت، تقدیر وغیرہ سب شامل ہیں۔ ان سب میں سے اول و افضل سرکارِ ابد قراری صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس ہے۔ جو شخص آپ کی شانِ اقدس میں ذرا سی گستاخی کرتا ہے خارج از اسلام ہے۔ اسی بات کا خیال قرشی اور ہاشمی سے رکھا جائے گا۔ فقط قومِ اعلیٰ دیکھ لینا ضروری نہیں بلکہ ان کے عقائد بھی دیکھنا ہوں گے۔ (ماہنامہ کنز الایمان لاہور جولائی ۱۹۹۳ء)

نوٹ..... اس محمود شاہ نے سیدہ کا نکاح غیر سید سے عدم جواز پر اشتہار نکالا اور ایک کتاب بھی لکھی، کتاب کا رد علامہ مفتی محمود ہزاروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خوب لکھا جو ایک ماہنامہ میں قسط وار شائع ہوا۔ محمود شاہ نے اپنی کتاب میں اعلیٰ حضرت اور مجوزین کو زندقہ ابو جہل اور حرامی تک لکھ مارا، اور اشتہار میں مذکورہ بالا الفاظ دہرا کر انکو واجب القتل اور مرتد قرار دے کر حوالے اعلیٰ حضرت کی کتاب حسام الحرمین کا دیا یعنی اس میں یہ تاثر دیا کہ جیسے ایک ہزار تین سو علماء دوسرے مرتدین کا حکم فرماتے ہیں اس کا بھی یہی حکم ہے۔

پیر طریقت حضرت سید پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی قدس سرہ

اگرچہ حضرت پیر صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وہی فتویٰ ہے جو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی نے بیان فرمایا جیسے ایک فتویٰ (جسے فقیر نے پہلے نقل کیا ہے) پر آپ کے اور آپ کے سلسلہ کے بعض علماء کی تصدیق و دستخط موجود ہیں لیکن آپ کے خاندان اور مریدین علماء میں دو گروہ ہو گئے جس کا ایک عرصہ تک سخت نزاع رہا۔

سیدنا پیر مہر علی شاہ گولڑوی کے پڑپوتے صاحبزادہ نصیر الدین نصیر (مدظلہ) نے اپنی تصنیف نام و نسب میں اس مسئلہ پر بڑے معقول اور مدلل انداز میں روشنی ڈالی اگرچہ اس بارے میں بہت بڑی پریشانیوں کا شکار ہونا پڑا لیکن اپنے موقف سے سر مو نہ ہئے۔ ان کی تائید میں ملک المدرسین حضرت علامہ حافظ عطا محمد صاحب بندیا لوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ضخیم کتاب سیف العطاء لکھی جو اپنے موضوع میں خوب ہے انہیں بھی اس کتاب لکھنے پر بہت ستایا گیا لیکن فیصلہ اٹل تھا اسی لئے انہوں نے بھی کسی کی پرواہ نہ کی بالآخر یہ مسئلہ جوں کا توں رہا۔

معروض اویسی غفرلہ

اگرچہ حضرت پیر صاحب گولڑوی قدس سرہ کی طرف سے جمہور کی تائید ملتی ہے اور آپ کے فتویٰ کی تحقیق و تشریح بھی مذکورہ بالا دو کتابوں میں مفصل مذکور ہے اس کے باوجود اگر حضرت پیر صاحب قدس سرہ کا موقف وہی ہو جو نکاح سیدہ بہ غیر سید کے عدم جواز پر ہے تو جمہور کے مقابلہ میں فرد واحد کا قول ناقابل قبول ہوتا ہے۔ حضرت پیر صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شان ولایت بجا لیکن صحابہ و تابعین اور ائمہ مجتہدین رحمہم اللہ تعالیٰ کے اجتہاد سے بڑھ کر تو کوئی نہیں جمہور کے بالمقابل ان حضرات کا قول یا اجتہاد ناقابل تسلیم رہا اور یہاں بھی اسی بات کو مان لیا تو کیا حرج ہے۔

نوٹ..... ان دو حضرات کے اسماء گرامی کے بعد جتنے رسائل و تحریروں سامنے آئی ہیں وہ علمائے محققین کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔

سوالات و جوابات

اگرچہ یہاں سوالات و جوابات کی ضرورت نہیں اس لئے کہ مجوزین و مانعین دونوں خفی ہیں اور احناف کی تصریحات موجود ہیں کہ سیدہ کا نکاح غیر سید سے بہ شرائط معلومہ جائز ہے لیکن چونکہ اس مسئلہ پر جانبین کی طرف سے سوالات عائد ہوتے ہیں فلہذا ان کے جوابات دینا ضروری ہوا۔

سوال ۱..... کتب فقہ کے حوالے سے یہ حدیث پیش کی ہے کہ **القریش بعضهم اکفاء لبعض** حالانکہ یہ تو ضعیف ہے پھر اسی روایت سے استدلال کیونکہ صحیح ہو سکتا ہے؟

الزامی جواب..... مانعین شب و روز یہ کہتے نہیں تھکتے کہ غیر کفو میں نکاح باطل ہوتا ہے تو ذرا اس کے اثبات میں کوئی صحیح حدیث پیش کریں۔

تحقیقی جواب..... حقیقت یہی ہے کہ کفائت کے باب میں سب حدیثیں فرداً فرداً ضعیف ہی ہیں اور محدث بیہقی نے لکھا ہے کہ کفائت در بارہ نکاح اعتبار کرنے کے بارے میں اکثر احادیث قابل حجت نہیں۔ اس کی تفصیل ملاحظہ ہو۔

حدیث (۱)..... **تخیر والنطفکم وانکحوا لا کفاء** (رواہ ابن ماجہ)

اور فتح الباری شرح بخاری ج ۹ ص ۱۰۷ میں ہے کہ **اخرجه، ابن ماجة و صححه، الحاكم، و اخرجه، ابو نعیم من حدیث عمر ایضاً و فی اسنادہ فعال**

اور امام زیلعی فرماتے ہیں کہ **وانکحوا الاکفاء**..... **وهذا رومی من حدیث عائشة و من حدیث انس و من حدیث عمر بن الخطاب، من طریق عديدة کلها ضعیفة** (زیلعی، ج ۲ ص ۱۸)

اور اس حدیث کی ابن ماجہ والی سند میں حارث بن عمران جعفری مدنی ہے جسکے بارے میں محدثین نے فرمایا ہے کہ وہ ضعیف ہے اور محدث ابن حبان نے اس کو وضع یعنی حدیثیں گھڑنے کی طرف منسوب کیا ہے اور امام ابو حاتم نے اس حدیث کے بارے میں فرمایا ہے: **لا اصل له** (تہذیب التہذیب، ج ۲ ص ۱۵۲)

حدیث (۲)..... عن علی رضی اللہ عنہ رفعہ ثلاث لا تؤخر الصلوة اذا آنت، والجنائزہ اذا حضرت،

والایم اذا وجدت لها کفواً میں لکھتے ہیں کہ اخرجہ الترمذی والحاکم باسناد ضعیف (درایہ، ج ۲، ص ۲۲)

الغرض غیر کفو میں نکاح کے بطلان کے بارے میں جو حدیثیں پیش کی جاتی ہیں وہ بھی مشکلم فیہا تو ہیں ہی، اب رہی روایت

القریش بعضهم اکفاء لبعض سوامام، محدث، حافظ جمال الدین عبداللہ بن یوسف الزبلی رحمۃ اللہ علیہ، المتوفی ۶۲۷ھ نے

نصب الزاویہ التخریج احادیث الہدایہ جلد ۳ ص ۳۹۸ میں بسط کے ساتھ اس کے شواہد پیش کیے ہیں جو کہ بعض دوسرے بعض کیلئے

مؤید ہیں۔ علاوہ اس کے انقطاع کا اعتراض اس حدیث پر کہ یہ حدیث منقطع ہے بھی مضرت نہیں کیونکہ قرونِ فاضلہ میں کسی روایت کی

سند کا انقطاع مضرت نہیں ہے۔ تدریب الراوی ص ۹۱ میں ہے کہ ولا بدع فی الاحتجاج بحديث له طريقتان لو انفرو

کل منهما لم یکن حجة اور ما ثبت بالسند ص ۱۷-۱۸ میں حافظ عراقی سے نقل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ وظاہر کلام

البیہقی ان حدیث التوسعة (فی عاشر الحزم) حسن علی رائی عنہ ابن حبان ایضاً فانہ رواہ من

طرق عن جماعة من الصحابة مرفوعاً، ثم قال وهذا لا سانید وان كانت ضعيفة لكن اذا ضم

بعضها الى بعض احدثت قدة، وانکار ابن تیمیہ بان التوسعة لم یرو فیہما شئی عنہ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم ولم علمت، وقول احمد انه لا یصح ای لذاته لا نفی کونه حسناً لغيره

والحسن لغيره یحتج به کما بین فی علم الحديث (انتهی کلام العراقی) اور محقق ابن الہمام فتح القدیر شرح

ہدایہ میں فرماتے ہیں کہ اور فہذہ عدۃ احادیث لو كانت ضعيفة حسن المتن (فتح القدیر، ج ۱، ص ۶۷)

اور علامہ محدث، عارف شعرانی تلمیذ حافظ سیوطی رحمہم اللہ تعالیٰ المیزان جلد ۱ ص ۶۸ میں فرماتے ہیں، وقد احتج جمهور

المحدثين بالحديث الضعيف اذا كثرت طرقه، والحقوه بالصحيح تارة والحسن أخرى

الغرض روایت کافی نفساً ضعیف مضرت نہیں جبکہ اس کی روایت کے طریقے متعدد ہوں اور چونکہ روایت حدیث القریش اکفاء الخ کی

روایت کے طرق متعدد ہیں، اس لئے وہ قابلِ احتجاج ہے اور امام زبلی کے علاوہ امام ابن حجر عسقلانی نے بھی درایہ شرح ہدایہ

مع ہدایہ ص ۶۶ میں اس حدیث کی متعدد طرق روایت نقل فرمائے ہیں۔

نوٹ..... یہی جوابات ہم اختلافی مسائل اگلوٹھے چومنا، دعاء بعد نمازہ جنازہ کیلئے وہابیوں دیوبندیوں کو دیتے تھے.....

اب وہی جوابات ہمیں اپنوں کیلئے لکھنے پڑھے ہیں عجب رنگ ہیں زمانے کے۔

سوال ۲..... قرآن مجید میں **کل مؤمن اخوة مطلق** ہے اور اصول تفسیر کا قاعدہ ہے **المطلق یجری علی اطلاقہ**

اور کفو کی تخصیص احادیث ضعیفہ سے ہے اور احادیث ضعیفہ نص قرآنی کی تخصیص نہیں ہو سکتی۔

نوٹ..... یہی دلیل آجکل گستاخان اہل بیت خوارج کے ذہن رکھنے والے کرتے ہیں اور مذکورہ بالا قاعدہ بھی انکی توثیق کرتا ہے

پھر امام مالک اور بعض احناف بھی کفو کو غیر معتبر سمجھتے ہیں۔

جواب..... کفو کی شرط نہ صرف امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منصوص ہے بلکہ امام شافعی اور امام احمد ایک قول پر ان کے علاوہ

دیگر ائمہ کرام رحمہم اللہ بھی امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مؤید ہیں قرآن مجید کا مطلق ان احادیث صحیحہ سے ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم

اور صحابہ کرام و تابعین و تابعین و ائمہ مجتہدین کا تعامل ہے جسے اجماع سے تعبیر کیا جاتا ہے اور یہ امور مطلق حکم کے تخصیص

ہو سکتے ہیں اور القریش اکفاء الخ حدیث بھی مطلق ضعیف نہیں بلکہ حسن صحیح ہے کثرت طرق سے اسے صحیح مانا گیا ہے اور

جو علت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتائی ہے یعنی کفو اس لئے شرط ہے کہ بعد کو نزاع پیدا نہ ہو اور لڑکی اور لڑکی والوں کیلئے

موجب عار نہ ہو۔ اسی کو امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ مجبوراً مطلق قرآن کو خود مقید کرتے بھی ہیں مثلاً قوم ہابلہ اگرچہ عربی ہیں

لیکن کسی عرب کا کفو نہیں ہو سکتے کیونکہ وہ خسیس ہیں۔ ثابت ہوا کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دور رس نگاہ نے تاقیامت نکاح کے

معاملات میں نزاع رفع فرما دیا۔

سادات کرام اس نکتہ پر غور فرمائیں تو کوئی شہزادی ہلا نکاح نہیں رہ سکتی۔

سوال ۳..... امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مذہب ہے کفایت سوائے دین کے مطلقاً شرط نکاح نہیں ہے اور ایک حدیث سے استدلال کیا ہے ترمذی کے حاشیہ میں ہے **وفیه حجة لمالک علی الجمهور فانه یراعی الکفائة فی الدین فقط** (مجمع البحار، ج ۱ ص ۲۰۷)

در المختار اور اس کی شرح شامی میں ہے: **(خلافاً لمالک) فی اعتبار الکفائة خلاف لمالک والثوری والکرخی من مشائخنا کذا فی فتح القدیر** یعنی امام مالک، امام ثوری، امام ابو الحسن کرخنی اور امام ابو بکر بھصا ص اور ان کے تبعین مشائخ عراق نکاح کیلئے کفو کا اعتبار و لحاظ نہیں کرتے اور کفو کا ہونا ان حضرات کے نزدیک کوئی ضروری نہیں ہے اور اگر اس قسم کی روایت صاحب مذہب امام اعظم ابو حنیفہ سے ان کے نزدیک ثابت نہ ہو تو حنفی حضرات یعنی ثوری، کرخنی اور بھصا ص اس نظریہ کو اختیار نہ کرتے۔

لم یعتبر الکفائة فی النکاح ولولم تثبت عندهم هذه الرواية عن ابی حنیفة لما اختاروها (رد المختار، ج ۲ ص ۳۳۵) اور عین الہدایہ، شرح ہدایہ میں ہے کہ ایک جماعت کے نزدیک جن میں (حضرت) عمر بن عبدالعزیز اور امام مالک، وحماد بن ابی سلیمان وغیرہم ہیں سوائے دین کے (کفایت) مطلقاً شرط نہیں ہے اور حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، آدمی سب برابر ہیں جیسے کنگھی کے دانے (دندانے ہوتے ہیں) اور کچھ بھی عربی کو عجمی پر فضیلت نہیں بلکہ فضیلت تو تقویٰ سے ہے اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسامہ بن زید کو جو قریشی نہیں تھے فاطمہ بنت قیس قرشیہ بیاہ دی اور عبدالرحمن بن عوف کی بہن نے بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نکاح کیا اور ابو حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بھائی کی دختر اپنے آزاد کیے ہوئے غلام سالم کو بیاہ دی۔

نوٹ..... مذہب خوارج کا ذہن رکھنے والے آج بھی کہتے ہیں سید غیر سید میں کوئی فرق نہیں نہ ہی ذات پات کا اس لئے سید زادی کا نکاح ہر مسلمان سے جائز ہے۔ خواہ جولاہہ ہو، موچی، درکھان ہو..... کوئی ہو **کل مؤمن اخوة**

جواب..... صاحب فتح القدیر امام ابن الہمام نے اس کا یہ جواب دیا کہ چونکہ ان مذکورہ بالا رشتوں کے سلسلے میں لڑکیوں کے اولیاء ورشتہ دار راضی ہو گئے تھے تو یوں اپنی رضامندی سے انہوں نے اپنا حق یعنی اعتراض کا حق خود ساقط کر دیا تو پھر ان صورتوں میں نکاح غیر کفو میں بھی جائز و صحیح ہو گیا تھا۔ (عین الہدایہ، ص ۳۸)

تخویر اور در مختار میں ہے، **ویفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلاً** اور اس کی شرح میں علامہ شامی فرماتے ہیں..... **هذه رواية الحسن عن ابی حنیفة وهذا اذا كان لها ولی لم یرض به قبل العقد فلا یفید الرضا بعده** مجر و اذا لم یکن لها ولی فهو صحیح نافذ مطلقاً اتفاقاً کما یأتی لان وجه عدم الصحة علی هذه الرواية دفع الضرر عن الاولیاء واما هی فقد رضیت باسقاط حقها (فتح، رد المختار، ج ۲ ص ۳۳۲)

اور اسی میں وان لم یکن لها ولی فهو ای العقد صحیح نافذ مطلقاً (در مختار) ای سواء نکحت کفو او غیرہ، فتح، ای من القائلین بروایة ظاهر المذهب والقائلین بروایة الحسن المفتی بها (البیان ج ۳ ص ۳۲۲) اور بحر الرائق میں ہے..... وهذا يدل على ان كثير امن المشايخ افتوا بالفقاه فقد اختلف الافتاء (بحر الرائق، ج ۳ ص ۲۸)

معلوم ہوا کہ اگر لڑکی کے رشتہ دار راضی ہوں تو نکاح غیر کفو میں بھی ہوتا ہے اور عدم رضا کی صورت میں بھی ایک قول مفتی بہ کی مطابق۔ جمہور کے نزدیک نکاح کے سلسلے میں کفایت نسبی کا بھی اعتبار ہے۔ مگر عین الہدایہ میں لکھا ہے کہ مخفی نہ رہے کہ نکاح کیلئے کفایت کا شرط ہونا ان روایت احادیث سے نہیں نکلتا غایت استحباب ہے اور تحقیق المقام یہ ہے کہ کفو شرط ہونا مقتضائے نکاح نہیں بلکہ بضرورت رفع فساد ہے۔ یعنی اصل وہ ہے جو جامع ترمذی کی حدیث میں آیا ہے۔ (عین الہدایہ، ج ۲ ص ۲۸)

سوال ۴..... زمانہ حاضرہ میں چونکہ یہ خصوصیت خاندان اہل نبوی کو ہی حاصل ہے اور ہمارے دیار میں غالباً کوئی دوسری قوم ایسی نہیں کہ اسکے پاس اس کا شجرہ نسب محفوظ ہو اس کیلئے سادات کرام بنی فاطمہ علیہم علی آباءہم السلام کیلئے ہر شرط معنی متذکرہ بالا کی رو سے قطعی ضروری ہوگی اور ان لوگوں کے بارے میں یہ شرط کسی وقت ساقط الاعتبار قرار دی جاسکے گی چنانچہ اس ملک میں ہمیشہ ہمیشہ اسکی پابندی کی جاتی رہی ہے اور آج کل بھی ہر خاص و عام اسکے خلاف کرنے کو ایک امر عظیم سمجھتا ہے۔ (تحقیق الحق الطریف، ص ۲۶)

جواب..... اس خاندان کی خصوصیت کو قطعی قرار دینا امر عجیب ہے اسلئے قطعی احکام قرآن و حدیث متواتر سے ثابت ہوتے ہیں سوال کی شرط سمجھے تو کوئی انکار از دان سمجھے ہم کیا عرض کر سکتے ہیں دوسرے یہ کہنا کہ یہ شجرہ نسب محفوظ ہے۔ دعویٰ صحیح ہے لیکن اس کا مشاہدہ اس کے برعکس بھی ہے تو کہنا پڑے گا کہ شجرہ نسب محفوظ ہے لیکن بندے غیر محفوظ ہیں۔ بہت سے بندے اور کوئی خاندان اپنے طور سید کہلواتے ہیں جنہیں اکثر لوگ جانتے ہیں کہ خود کو سید کہلوانے والے سید نہیں اور اکثر علاقوں میں یہ بیماری پائی جاتی ہے۔ تو ثابت ہوا کہ یہ شرط قطعی نہ ہوئی احتمالی ہوئی۔ واقعی دور سابق کے سادات کرام اس شرط کے پابند تھے کہ سوائے صحیح النسب سید برادری بلکہ اپنی سید برادری کے نکاح نہیں کرتے لیکن آج کل ماڈرن دور میں جہالت کا بیڑا غرق اور انگریزی تعلیم کا ستیاناس ہو کہ سیدزادیوں کے ساتھ جتنا ظلم ہو رہا ہے ممکن ہے کسی اور خاندان میں نہ ہو۔ اعلیٰ تعلیم کے بہانے سیدزادی اعلیٰ خاندان کے جولا ہے اور چمار وغیرہ وغیرہ سے نکاح کر رہی ہے اور پوچھنے والا بھی کوئی نہیں اس لئے کوئی دعاوی ہمارے علماء کرام کو نہیں کرنے چاہئیں جو نص قطعی کے بالمقابل خود ساختہ قطعی ضروری بنا دیا جائے (انا للہ وانا الیہ راجعون) ہاں وہی شرط صحیح ہے جو اسی رسالہ تحقیق الحق الطریف میں تسلیم کیا گیا اور وہ ہے حق یعنی نکاح میں کفو کو ہونا ضروری ہے اور سادات کرام کو کفو قریش ہیں جس کی تفصیل آگے گزر چکی ہے کیونکہ قریش مستقل قوم سید کوئی برادری نہیں بلکہ یہ لقب ہے القاب کفو سے نہیں نکالتے۔

سوال ۵..... القریش اکفاء لضعیف ہے اور اسکے مقابلے میں افضلیت بنو ہاشم صحیح ہے صحیح کے مقابلے میں ضعیف کا کیا اعتبار۔

جواب..... القریش اکفاء کے ضعف کا جواب ہم تفصیل سے عرض کر آئے ہیں صحیح حدیث کے مقابلے کی بات تب مناسب ہو جب صحیح حدیث نکاح کے بارے میں ہو وہ تو مطلق فضائل کیلئے ہے جیسے اصول فقہ کا قاعدہ ہے کہ عموم فضائل کسی خصوصی بحث کے کام نہیں آتے اس طرح سے تو فضائل العلماء وغیرہ باب النکاح میں لایا جاسکتا ہے۔

علاوہ ازیں بنو ہاشم کی افضلیت کا دربارہ نکاح کا کون منکر ہے بنو فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بنو ہاشم سے علیحدہ ایک خاندان بنا کر مسئلہ کی بنیاد کھڑی کی کہاں کا اصول ہے۔ مسئلہ نکاح عثمان و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو خصوصیت میں داخل کرنا قانون اسلام کے خلاف ہے وہ قانون یہ ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خصوصیت کے اظہار کیلئے تصریح ضروری ہے جیسے آپکا چار سے زائد نکاح کرنا، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہوتے ہوئے دوسرے نکاح سے روکنا، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور خود مسجد میں جب کی حالت میں رہنا، ایک صحابی کو صرف دو نمازوں کی اجازت دینا وغیرہ لیکن ایسی تصریح کہیں نہیں ملتی کہ حضرت عثمان غیر ہاشمی کو دو شہزادیاں عطا کرنا خصوصیت ہے۔

اور خصوصیت کی بات اہل علم سے اچھی نہیں اس لئے کہ چھوٹی کتابوں سے لیکر بڑی کتابوں میں واضح ہے **خاصۃ الشئ یوجد قیہ والا یوجد فی غیرہ** اگر یہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خاصہ ہوتا تو پھر سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نکاح سیدہ ام کلثوم حضرت عمر سے کر دینا خاصۃ الشئ کے قاعدہ کو توڑ رہا ہے۔ ان کے علاوہ فقیر نے فہرست میں درجنوں ایسے نکاح پیش کئے ہیں کہ غیر سیدہ سے سیدہ بیبیوں کے نکاح ہوئے۔

سوال ۶..... واقعات بتاتے ہیں کہ پہلے زمانہ میں سادات غیر سادات میں بچیاں بیاہنے نہیں تھے اگر کہیں بے خبری میں ہوتا تو وہ نکاح جبراً توڑ دیا جاتا۔ واقعات تحقیق الحق لطریف میں نقل کئے ہیں بعینہ حاضر ہیں مصنف مرحوم پہلے ایک قاعدہ لکھتے ہیں کہ وہ قاعدہ یہ ہے..... فاطمیہ کے غیر فاطمی سے نکاح کے بارے میں ہمیشہ اہل عرف نے استنقاہ کیا ہے۔ میرے علم کے مطابق اس سلسلہ میں سب سے پہلا مظاہرہ وہ ہے جسے مرد نے اپنی کامل میں بھی نقل کیا ہے میرو کہتے، حضرت زبیر کا خاندان کہا کرتا ہے کہ معاویہ نے مروان بن الحکم.....

و تحدث الزبیریون ان معاویة كتب الى مروان بن الحكم وهو والي المدينة اما بعد فان امير المؤمنين احب ان يرد الالفه ويسل السخمية ويصل الرحم فاذا وصل اليك كتابي هذا فاخطب الي عبد الله بن جعفر ابنته ام كلثوم على يزيد بن امير المؤمنين وارغب له في الصداق فوجه مروان الى عبد الله بن جعفر فقرأ عليه كتاب معاوية اعلمه بما في رد الالفه من صلاح ذات البين واجتماع الدعوة فقال عبد الله ان خالها الحسين بينبع وليس ممن يقتات عليه بامر فانظرني الى ان يقدم وكانت امها زينب بنت علي بن ابي طالب صلوة الله عليه فلما قدم الحسين ذكر ذلك له عبد الله بن جعفر فقام من عنده فدخل الى الجارية فقال يا بنية ان ابن عمك القاسم بن محمد بن جعفر بن ابي طالب احق بك ولعلك ترغيبين في كثرة الصداق وقد نحللتك البغيغات فلما حضر القوم للاملاك تكلم مروان بن الحكم فذكر معاوية وما قصده من صلة الرحم وجمع الكلمة فتكلم الحسين فزوجها من القاسم بن محمد (اتحد)

جب وہ مدینہ طیبہ کا والی تھا لکھا کہ امیر المؤمنین چاہتے ہیں کہ الفت دوبارہ پیدا کریں اور غصہ دور کریں اور باہمی رشتہ گانھیں اس لئے تجھے جب میرا خط ملے تو عبد اللہ بن جعفر کو اس کی دختر ام کلثوم کا بیزید بن امیر المؤمنین کیلئے نکاح کا پیغام دو اور حق مہر کے سلسلہ میں ان کو رغبت دلاؤ۔ چنانچہ مروان نے عبد اللہ بن جعفر کو بلا بھیجا اور اس کے سامنے معاویہ کا خط پڑھا اور اس کو وہ بتایا کہ الفت لوٹانے میں باہمی حالات کی درستی ہے اور طاقت کا مجتمع ہونا ہے۔ عبد اللہ نے کہا لڑکی کے ماموں جی بیچ گئے ہیں اور وہ کوئی ایسے نہیں کہ انہیں کسی معاملہ میں نظر انداز کیا جاسکے تم مجھے ان کے آنے تک کی مہلت دو اور لڑکی کی ماں حضرت زینب دختر حضرت علی (اللہ کی ان پر رحمیں ہوں) جب حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگئے تو عبد اللہ بن جعفر نے یہ واقعہ ان کو بتایا آپ ان کے پاس سے اٹھے اور لڑکی کے پاس اندر چلے گئے اور فرمایا بیٹی تیرا چچا زاد بھائی قاسم بن محمد تیرے لئے حق ہے شاید تجھے حق المہر کے زیادہ ہونے کی رغبت ہو تو میں تجھے بغیغات دیتا ہوں جب لوگ نکاح کیلئے آئے تو مروان نے بات کی اور معاویہ کا ذکر کیا اور اس کا مقصد بتایا یعنی رشتہ داری گانھنا اور آواز کو متحد کرنا اس پر امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس لڑکی کا قاسم بن محمد سے بیاہ کر دیا۔

اسی قسم کا واقعہ حضرت سید برہان الدین بخاری بھکری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق بھی حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اپنی نادر تصنیف محازن النسب میں ذکر فرمایا ہے کہ آپ نے اپنی صاحبزادی کا نکاح ایک ایسے آدمی سے فرما دیا تھا جسے آپ نے سید حسینی سمجھا ہوا تھا اس سے اولاد بھی ہوئی مگر بعد میں تحقیق ہوا کہ یہ تو مخزومی ہیں چنانچہ آپ نے داماد کو بھکر سے نکال دیا اور دختر گھر بٹھالی۔ معلوم ہوا کہ قرنا فقرنا اہل عرف اس کے منکر رہے ہیں۔ اس کے بعد مولف مرحوم فرماتے ہیں کہ اہل عرف کے انکار کی واضح ترین دلیل حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انکار ہے کہ باقی قریش بنی ہاشم کے کفو ہوں۔

علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تالیف لطیف الصواعق المحرقة میں جس کو تمام اہل سنت و جماعت بلا امتیاز معتبر و مستند تھوڑے کرتے ہیں فرماتے ہیں: **ومن خصائصه صلى الله تعالى عليه وسلم ان اولاد بناته عليه السلام ينتسبون اليه صلى الله تعالى عليه وسلم (الى ان قال) ثم معنى الانتساب اليه صلى الله تعالى عليه وسلم الذي هو من خصوصياته صلى الله تعالى عليه وسلم انه صلى الله تعالى عليه وسلم اب لهم وانهم بنوه صلى الله تعالى عليه وسلم حتى يعتبر ذلك في الكفائته فلا يكافي شريفته هاشمي غير شريف وقولهم ان بنى هاشم والمطلب اكفاء محله فيما عدا هذا الصورة**

فتاویٰ الشریف المؤید میں ہے: قال العلامة ابن الظهير بنو هاشم وبنو المطلب اكفاء بعضهم بعض وليس منهم واحد كفوا للشریفة من اولاد الحسن والحسين رضى الله تعالى عنهم لان المقصود عن الكفائته الاستواء في نسبه اليه صلى الله تعالى عليه وسلم وليسوا بمستويين فيه (آئین)

رہفۃ الصاوی میں ہے: ومنها انهم اى اولاد زينب بنت فاطمه و عبد الله بن جعفر رضى الله تعالى عنهم لا يكافئون اولاد الحسن والحسين رضى الله تعالى عنهما فالزینبی مثلا ليس كفوا للحسينية والحسينية (آئین)

تمہ جری عمل ساداتنا العلویین الحسینیین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین قدیمہ و حدیثا انہم لا یزوجون بناتہم الا من شریف صحیح النسب غیرہ منہم علی هذا النسب العظیم ولا یجیزون تزویجہا بغير شریف النہی

بغیۃ المسترشدین میں ہے: **لیس الهاشمی الغیر المنتسب الیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کذریۃ علی من غیر فاطمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کفوا لذریۃ السبطین الحسنین ابنی فاطمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہم وذلک لاختصاصہما بکونہم ذریۃ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و عشیین الیہ علیہ و علیہما الصلوٰۃ والسلام ای منتبیین الیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی الکفائۃ وغیرہا یحمل قولہم ان بنی ہاشم و بنی المطلب اکفاء علی غیر اولاد السبطین و قولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نحن و بنو المطلب شئی واحد علی الموالاة و تحزیم الذکوۃ وغیرہا**

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خصوصیات میں سے ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صاحبزادیوں کی اولاد کا نسب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہوتا ہے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف انتساب ہونے کا جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خصوصیات میں سے ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے باپ ہیں اور وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرزند ان ہیں تاکہ یہ انتساب کفو ہونے میں معتبر ہوگا یعنی کسی سیدہ کا کوئی ہاشمی جو سید نہ ہو کفو نہ ہوگا اور علماء کا یہ کہنا کہ بنو ہاشم اور بنو مطلب باہم کفو ہیں اس صورت کے بغیر دوسری صورتوں میں ہی مراد ہے۔ فتاویٰ اشرف المؤید میں ہے کہ علامہ ابن ظہیر نے کہا ہے کہ بنو ہاشم اور بنو مطلب ایک دوسرے کے کفو ہیں لیکن ان میں سے کوئی سیدزادی کا کفو نہیں جو حضرات حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما و عنہم کی اولاد اطہار میں سے ہیں کیونکہ کفو ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ان کی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے برابر کی نسبت ہے حالانکہ حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اولاد اور دیگر بنو ہاشم و مطلب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نسبت رکھنے میں برابر سراسر نہیں۔

فتاویٰ رشتہ الصاوی میں ہے کہ ان خصائص میں سے ایک یہ ہے کہ حضرت زینب و خیر فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اولاد حضرت امام حسن مجتبیٰ و امام حسین مقتدر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اولاد کیلئے نکاح کے میں کفو نہیں پس حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا فرزند حضرت حسنین سبطین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی دختر ان کا نکاح میں کفو نہ ہوگا۔

تمتہ سادات حسنی و حسینی رضوان اللہ علیہم اجمعین کا پرانا اور نیا معمول یہ رہا ہے کہ اپنی صاحبزادیوں کو صحیح نسب والے سید حسنی و حسینی کے بغیر نہیں بیاہتے اس عظیم نسب کی غیرت کے بدولت اور سیدزادیوں کا سیدزادوں کے بغیر بیاہنا وہ جائز ہی نہیں سمجھتے۔

فتاویٰ بغیۃ المسترشدین میں ہے ہاشمی جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسب پاک میں سے نہ ہو جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وہ اولاد جو حضرت خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نہیں سبطین کریمین حضرت حسنین فرزند ان حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اولاد کا کفو نہیں ہے اور اس کا باعث ان کی یہ خصوصیت ہے کہ وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہی اولاد ہیں اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسب پاک میں سے ہیں۔ مسئلہ کفو کا ہو یا کوئی اور ہر مسئلہ میں علماء کا یہ کہنا کہ اولاد ہاشم اور مطلب ہم کفو ہیں ان سبطین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بغیر دوسروں کیلئے ہے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان کہ ہم اور مطلب کی اولاد ایک شے ہیں تو ان سے محبت کرنے اور زکوٰۃ حرام ہونے کے سلسلہ میں ہے۔

حضور مجدد القرن الرابع بعد العشر امام ہمام سیدنا الشیخ محبوب اللہ سید مہر علی شاہ البجلانی ثم الگلوی قدس سرہ المقدس سے سیدہ سبطیہ کے غیر سید سے نکاح کے بارے میں استفتاء کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ جائز نیست و مفتی بجواز نہ تھا ہر ولایت سیدہ ظلم رواداشتہ بلکہ برکافہ اہل اسلام کہ بمقتضی آیہ شریفہ،

قل لا اسئلكم عليه اجرا لا المودة فی القربیٰ وبه فحواء لا یؤمن احدكم

حتى اكون احب اليه من والده وولده والناس اجمعین

مکودت وحب ذی قرابتہ نبویہ را بر خود فرض دانند و اصول ایمان می شمارند جو رہے عدو ستم بے حد نمودہ چہ ظاہر است کہ صحت نکاح سیدہ ہاشمیہ فاطمیہ در غیر کفو جائز نیست بناء علی الموالاة المذکورۃ ہزار ہا دل بوجہ ہنگ حرمت اہل بیت رنجیدہ و شکستہ خواہند بود۔

ان تفصیلات سے منور ہو گیا ہے کہ اہل معروف ہر زمانہ میں سیدہ سبطیہ کے غیر سید سے نکاح کرنے کو موجب ننگ و عار اور سبب استنقاص سمجھتے رہے ہیں اور ہر قرن و قریہ میں سادات کرام کا براہیمن کا براہیمنی نسب کی اس عار سے حفاظت کرتے آئے ہیں۔

نوٹ..... فقیر نے سوال میں طوالت عمداً کی ہے اور اصل عبارت درج کی ہیں تاکہ جواب سمجھنے میں آسانی ہو۔

جواب..... ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ سادات کرام اپنی عزت و احترام کے پیش نظر اپنی مقدس برادری سے باہر نہ نکلیں لیکن جب مجبوری ہو تو ماؤرن دور میں شہزادیوں کو خود ایسا ماحول دے دیا کہ اب وہ آباؤ اجداد کے دور کو دقیانوسی دور گردانتی ہیں پھر وہی ہوتا ہے جو سب کے سامنے ہے۔ ہاں اب بھی بے شمار سادات کرام اپنے آباؤ اجداد کی روش اور طریقہ پر گامزن ہیں کہ شہزادیوں کو اپنی چار دیواری کے سوا کسی اور دیوار کا دیکھنا نصیب نہیں، بات تو ایسی خواتین کیلئے ہے کہ اگر ایسی مقدس بیبیوں کا رشتہ اپنی برادری کے سید صاحب سے کیا جائے جو مقدس خاتون کی خوبو کے برعکس ہے وہ کیا کرے اس کیلئے ہم کفو قریش اور اہل علم خاندان کا مشورہ دیتے ہیں تاکہ اعلیٰ خاندان کی شہزادی کی عمر ضائع نہ ہو یا ایسے قیمتی جوہر پر گندگی کا داغ نہ پڑے جس سے عمر بھر نہ صرف سادات کرام کی رسوائی و ذلت کا موجب ہو بلکہ تمام اُمّتِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شرم کے مارے سر جھکائے پھرے۔

ہاں واقعات سے استدلال صحیح نہیں ہوتا جیسے علم اصول کا قاعدہ ہے کیونکہ واقعات کی پہلے نوعیت صحیح نہیں ہوتی اگر ہو تو اس کے کوئی وجوہ ہو سکتے ہیں جیسے سوال میں سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ پیش کیا گیا ہے اس میں یہ تو تصریح نہیں کہ آپ نے فرمایا ہو کہ چونکہ یہ لوگ غیر سید ہیں اور ہم سید..... اسی لئے رشتہ ممکن نہیں ہے جس کیلئے رشتہ طلب کیا گیا وہ شرعی معیار کے مطابق نہ ہو پھر سیدنا امام حسین اپنے نانا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خلاف کب کر سکتے ہیں جبکہ آپ نے بنو امیہ کے ایک فرزند سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دور رشتے دے کر فرمایا کہ میری سو بچیاں ہوتیں تو یکے بعد دیگرے عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو دیتا۔

اور اپنے والد گرامی سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف کیسے کر سکتے ہیں جبکہ انہوں نے سیدہ اُمّ کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ غیر سید کے نکاح میں دے دی۔

یہی حال سید بھکری مرحوم کا ہے اپنا ایک ذاتی نظریہ ہوگا جو جمہور کے خلاف ہے اسی لئے ناقابل قبول۔

جواب الفتاویٰ..... سوال میں چند فتاویٰ کی عبارات لائی گئی ہیں۔

سوال ۷..... تم نے سابق الزام لگایا ہے کہ مانعین نے شوافع کے حوالے دیئے ہیں اور وہ فتاویٰ کی کتب بھی نہیں اور نہ ہی ان کے مصنفین مفتی ہیں وہ عام مؤرخ ہیں یا صرف ناقل مصنف تحقیق الحق الظریف نے اس کے ساتھ ایک حوالہ حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بھی لکھا ہے جو کہ نہ صرف فقیہ حنفی ہیں بلکہ وہ بقول شاد و سوس صدی کے مجدد بھی ہیں وہ حوالہ یہ ہے، شرح فقہ میں فرماتے ہیں کہ **ولم یکن لرسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عقب الا من ابنته فاطمه رضی اللہ تعالیٰ عنہا فاننتشر نسله الشریف صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عنہا فقط من جہتہ السبطین اعنی الحسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما**

پھر آگے فرماتے ہیں، **والاصح ان فضل ابنائهم علی ترتیب آبائهم الا اولاد فاطمة فانهم یفضلون علی اولاد ابی بکر و عمرو و عثمان لقربہم عن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فہم العترۃ الطاہرۃ والذریۃ الطیبۃ الذین ذہب اللہ عنہم الرجس وطہرہم تطہیرا**

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اولاد صرف آپ کی لخت جگر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے تھی اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسل پاک صرف ان ہی جگر گوشہ لوگ سے بذریعہ سبطین کریمین یعنی ساداتنا الحسن والحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پھیلا ہے اور اصح یہ ہے کہ خلفاء کے فرزندان کی فضیلت کی ترتیب ان کے باپ کی فضیلت کی ترتیب سے ہوئی سوا اولاد حضرت فاطمہ کے کہ ان کو ابو بکر و عمرو عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اولاد پر بسبب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قریبی ہونے کے فضیلت ہے پس وہ پاک خاندان اور بہترین اولاد ہے جن سے اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کی ناشائستگی روانہ رکھی ہے اور ان کو بالکل ہی پاک فرما دیا ہے۔

جواب..... حوالہ صحیح ہے لیکن اس میں نکاح بیاہ کی گفتگو ہے ہاں اہل بیت کرام کی فضیلت بیان فرمائی ہے اور فقیر قاعدہ لکھ آیا ہے معاملہ نکاح اور ہے ذکر فضائل شے دگر ہے۔ مندرجہ ذیل فضائل تو احادیث سے ثابت ہیں جو کہ حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ الباری کے حوالے سے کہیں بڑھ کر قوی ہے لیکن فضائل ہی فضائل اپنی کفو میں نکاح سے مانع نہیں اور نہ اسے کسی نے ممانعت کا فتویٰ دیا ہے۔

فضائل اہلیت

حدیث ۱..... اخرج الطبرانی عن عمر قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم كل بنى انثى عصبته لا بيهم ما خلا ولد فاطمة فانى انا عصبته وانا ابوهم

طبرانی نے حضرت عمر سے روایت کی ہے کہتے تھے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر مؤنث انسان اولاد کا عصبہ ان کی باپ کے رشتہ دار ہوتے ہیں سوا اولاد فاطمہ کے کہ میں ان کا عصبہ اور باپ ہوں۔

حدیث ۲..... اخرج الطبرانی عن فاطمة الزهراء رضى الله تعالى عنها قالت رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم كل بنى ام ينتمون الى عصبته الا ولد فاطمه فانا وليهم ونا عصبته

طبرانی نے روایت کی ہے کہ حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہا کہ ہر ماں کی اولاد اپنے عصبوں کی طرف منسوب ہوتی ہے سوا اولاد فاطمہ کے کہ میں ان کا والی ہوں اور میں ہی ان کا عصبہ ہوں۔

حدیث ۳..... اخرج الحاكم عن جابر رضى الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم لكل بنى ام عصبه ينتمون اليهم الا ابني فاطمه فانا وليهما وعصبتهما وغيره وغيره

حاکم نے روایت کی ہے کہ جابر نے کہا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر ماں کے فرزند ان کیلئے عصبہ ہوتے ہیں جن کی طرف وہ منسوب ہوتے ہیں مگر فاطمہ کے دو فرزند ان کہ میں ہی ان کا والی ہوں اور ان کا عصبہ ہوں۔

فائدہ..... حضرت علی کرم اللہ وجہہ الشریف کی صاحبزادی اُمّ کلثوم القاطمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کیساتھ حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا نسب طلب کرنا اور اسکی وجہ بیان کرنا کہ وہ صرف حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تعلق نسبی پیدا کرنا چاہتے ہیں۔

جیسا کہ علامہ ابن حجر فرماتے ہیں، عن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ انه خطب ام کلثوم من علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما فاعتل بصغرها وبانه اعدھا لابن اخیہ جعفر فقال له ما اردت البائتہ ولكن سمعت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقول کل حسب و نسب ینقطع یوم القیامۃ ما خلا سببی و نسبی و کل بنی انشی عصبتہم فاحیب ان یكون لی من رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سبب و نسب (ابن حجر المذنب)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق یہ روایت صحیح ہے کہ آپ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی صاحبزادی کا رشتہ مانگا، حضرت علی نے آپ کی عمر چھوٹی ہونے کا اور یہ کہ آپ نے اپنے بھتیجے کو دینے کا ارادہ کیا ہوا ہے عذر کیا تو آپ نے کہا کہ مجھے نفسانی ضرورت نہیں لیکن میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ ہر حسب و نسب قیامت کو ٹوٹ جائے گا سوا میرے حسب و نسب کے اور عورت سے جنم پانے والے کا عصبہ ان کے باپ کے رشتہ دار ہوتے ہیں سوا اولاد فاطمہ کے کہ میں ہی ان کا باپ اور عصبہ ہوں اس لئے مجھے خواہش ہے کہ میرا حسب بھی اور نسب بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے متعلق ہو۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے ہمارے قول کی تائید ہوئی کہ فضائل احکام نکاح کیلئے مانع نہیں انہی فضائل سے شیعہ کو دھوکہ لگا کہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ اول سمجھ کر دوسرے حضرات کو ظالم و غاصب قرار دیا حالانکہ فضائل میں دوسرے حضرات میں بھی کمی نہ تھی لیکن حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل کے اظہار کی ضرورت تھی۔

نکتہ..... ہاں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اظہار کی ضرورت یوں تھی کہ منافقین کے منہ بند کرنے کیلئے کہ وہ آپ کی مذمت پر ہر وقت کمر بستہ رہتے تھے اور آنے والی نسلوں میں خوارج وغیرہ آپ کے سخت منکر تھے اسی لئے آپ نے کئی فضائل بیان فرمادیئے مثلاً **’الحکم لحمی اور من کنت مولاہ فعلی مولاہ اور‘ انت بمنزلۃ ہارون من موسیٰ (علیہم السلام)** تو جس طرح یہ فضائل حضرت علی المرتضیٰ کی خلافت بلا فصل ثابت نہیں کرتے یوں ہی سبطین کریمین رضی اللہ عنہما اور ان کی اولاد امجاد کے فضائل۔

فضائل آلِ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا نکتہ

ان عریض طویل اور اعلیٰ فضائل کا نکتہ یہ ہے کہ کم و بیش ایک لاکھ یا دو لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام بلکہ اولادِ آدم علیہ السلام کے کلیہ ضابطیہ کو توڑا اس کے برعکس کیا گیا کہ سرورِ انبیاء اور سیدِ ولدِ آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سلسلہ شہزادی سیدہ فاطمہ سے چلے تو چونکہ صنفِ انسانی کیلئے ایک نیا معاملہ تھا اسلئے آپ نے اسے اُمت کے اذہان میں مضبوط اور راسخ کرنے کیلئے جتنا رشتے سے متعلق امور ہیں ان سب کو علیحدہ علیحدہ ذکر کر کے اپنی طرف منسوب فرمائے تاکہ یہ کوئی نہ سمجھے کہ اولادِ فاطمہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اولاد فرمایا تو وہ صرف فضیلت ہے بلکہ بار بار تاکید اور ہر رشتے کو علیحدہ علیحدہ بیان کر کے فرمایا کہ یہ صرف فضیلت نہیں بلکہ حقیقت ہے۔ لیکن رشتہ نکاح کے بارے میں وہی طریقہ رکھا جو عام کفو کا ہے تاکہ ساداتِ کرام کے ازدواجی ماحول پر کوئی اثر نہ پڑے اسی لئے آپ نے ان کے ہر رشتہ کو اپنا رشتہ فرمایا تو نکاح کے بارے میں فرما سکتے تھے کہ انکے ہاں کوئی بھی رشتہ نہیں کر سکتا خواہ وہ قریش ہوں ہاشمی ہوں مطلبی ہوں وغیرہ وغیرہ تو ثابت ہوا کہ اہل بیت یعنی ساداتِ کرام کے فضائل سر آنکھوں پر لیکن معاملہ نکاح میں انہیں ایک علیحدہ فرد قرار دے کر دوسروں کیلئے حرام اور اس کے ارتکاب کو نہ اور فتویٰ دینے والوں کو حرامی اور ابو جہل اور جاہل ملانے کہنا اور انہیں خارج از اسلام جیسی دھمکیاں دینا ظالم و ستم ہے۔

ترجمہ..... اللہ تعالیٰ نے خواتین کو مردوں کی کھیتی بتایا ہے..... کما قال نساءکم حرث لکم عورتیں تمہارے کھیتی ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا..... **تنا کحوا و تناسلوا فانی اباهی بکم الامم یوم القیمۃ** نکاح کرو اور نسل بڑھاؤ اس لئے کہ میں قیامت میں تمہاری وجہ سے فخر کروں گا۔

ظاہر ہے زمین جتنا بہتر ہوگی اتنا ہی اناج بہتر اور بہت زیادہ ہوگا تو حریص کسان زمین کو بھی بخر نہیں چھوڑتا اور پھر اس سے خوب کماتا ہے جس کی وجہ سے اپنے بھولیوں سے قد آور سمجھا جاتا ہے ایسی زمین بخر نہ چھوڑنے کا اس کا جی چاہے گا دوسرے لوگ اسے بخر چھوڑنے دیں گے اگر اس کی کسی قسم کی مجبوری اور معذوری ہوتی ہے تو اس کے آباد کرنے کے اسباب مہیا کئے جاتے ہیں۔ ایسی اعلیٰ زمین کی تو بات ہی کیا ہے ایک عام زمین کا ٹکڑا ایران چھوڑا جائے تو وہ ٹکڑا کرکٹ، پیشاب، پاخانہ کا مرکز بن جائے گا اور بوقتِ ضرورت اس سے مٹی اٹھا کر گڑھے بنادیئے جائیں گے وہ زمین کا ٹکڑا نہایت ہی خراب و بیکار سمجھا جائیگا وہاں کوئی بھی ڈیرہ جما کر بیٹھنے کو اس کی متعفن فضا کی وجہ سے وہاں سے اپنی ناک پر رومال رکھ کر تیزی سے نکل جانے کی کوشش کرے گا۔ صرف سمجھانے کیلئے عرض کیا گیا ہے، اب بلا تفصیل سمجھئے کہ سادات کا گھرانہ اعلیٰ قیمتی جو ہر ہے یہاں سے جتنا اولاد پیدا ہوگی وہ قیمتی اور اعلیٰ جو ہر ہوگی کہ سادات کا صرف ایک فرد اُمت کی امان ہے جیسے امام یوسفؑ بھائی رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ نے اشرف الموبد میں روایت نقل کی ہے کہ دنیا میں سب پہلے سادات رخصت ہوں گے پھر دوسری اقوام۔ تو ثابت ہوا کہ یہ گھرانہ اُمت کی امان ہے

اب میں حیران ہوں کہ یہ اعلیٰ گھرانہ شہزادیوں کو گھر میں بٹھا کر کون سا کارنامہ سرانجام دے رہے ہیں۔ انہیں اپنے جد امجد کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعمیل میں سر کی بازی لگا دینی چاہئے کہ شہزادیوں کی ویرانی کے بجائے ان کی شادی آبادی کی فکر کرنی چاہئے اگر سادات گھرانے سے گوہر آبدار نایاب ہے یا خاندان میں ایسی قیمتی جنس ہے کہ الٹا آپ کی قیمتی جنس کو قباحت و رذالت کے گھڑے میں پھینکتا ہے یعنی افیونی، چرسی، بھنگی، فاسق و فاجر چور ڈاکو ہے تو پھر قیمتی جوہر بیکار نہ رکھئے ورنہ اس کا حال اسی بنجر زمین کے ٹکڑے کا ہوگا جس سے نہ صرف ہمارے جیسے نیاز مند خون کے آنسو بہائیں گے بلکہ آقائے کونین مولائے دارین صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت رنج پہونچے گا کیونکہ جسکے گھرانہ میں ایسے روح فرسا واقعات ہوتے ہیں گھر والوں کے قلوب غم و الم میں ڈوب جاتے ہیں اور یہ سارا بوجھ جناب کے سر پر آکر گرے گا۔ اسی لئے پھر اسی کاروائی کو بروئے کار لائیے جس کیلئے گزارشات سابقہ اوراق میں عرض کی گئی ہیں۔

و ما علینا الا البلاغ

مدینے کا بھکاری الفقیر القادری

ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ